سرتاجِ سخن

یعنی

قصائد و قطعات وغیرہ در مدح اعلیحضرت حضور پرنور نواب میر عثمان علیخان بہادر

آصفجاہِ سابع سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ

مصنفہ

جانشینِ امیر مینائی لکھنوی جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل

استادِ اعلیحضرت حضور پرنور سلطانِ دکن

بہ حسنِ سعی مولوی عبد الغفور صاحب شہباز ندوی مددگار ناظم "ندوۃ العلماء"

باہتمام احقر العباد محمد جواد مالک مطبع

در نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

طبع اول ۱۰۰۰ جلد

سنہ ۱۳۴۷ھ

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

الحمد للہ کہ این میخانۂ شراب کہن مجموعۂ محامد سلطان دکن

موسوم بہ

سرتاجِ سخن

نتیجۂ فکر

استاد السلطان نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل جانشینِ امیر مینائی لکھنوی

در نظامی پریس و وکٹوریہ اسٹیم پریس لکھنؤ کے طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر کس منھ سے ادا ہو اُس خدائے پاک کا ۔۔۔ اُمّتی جسنے کیا مجکو شہِ لولاک کا

کوئی مسجودِ ملائک ہے کوئی سیاحِ عرش ۔۔۔ مرتبہ پوچھو فلک والون سے مُشتِ خاک کا

بامِ قصرِ مصطفےٰ تک اُڑکے پہونچے کیا مجال ۔۔۔ اِس جگہ ہے قطع شہپر طائرِ ادراک کا

جی مین ہے نذرِ رُخ و گیسوئے احمدؐ کیجیے ۔۔۔ چشمِ تر کا آئنہ۔ شانہ دلِ صد چاک کا

زہرِ عصیان سے جو ہین مسموم اُنکے واسطے ۔۔۔ کام کرجاتا ہے نامِ مصطفےٰ تریاک کا

بہرِ تسکینِ شاہِ دین کو دمبدم کرتا ہون یاد ۔۔۔ خود مین کرتا ہون علاج اپنے دلِ غمناک کا

لکھ رہا ہی خامہ حضرتؐ کی سواری کا جو وصف ۔۔۔ ہر کشش ہے اک تراراتوسنِ چالاک کا

گنبدِ خضرا کی رفعت نے یہ عقدہ حل کیا ۔۔۔ سر خجالت سے جھکا رہتا ہی کیون افلاک کا

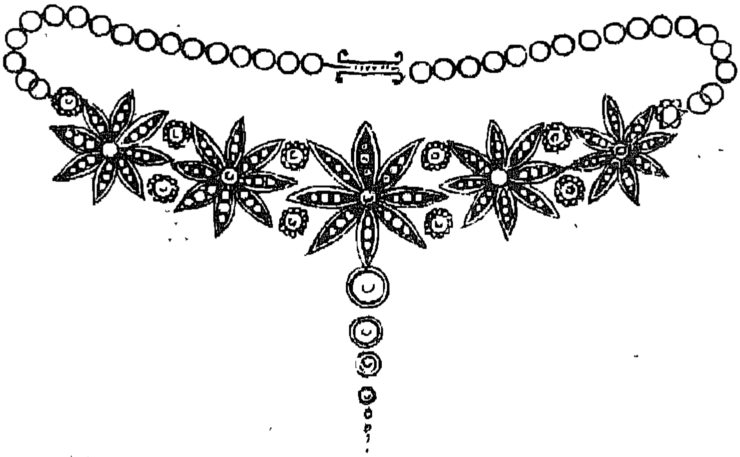
چشمِ رحمت نے کیا میرے گناہون کا وہ حال　　حشر ہوتا ہے جو بجلی سے خس و خاشاک کا

ہوگئے جامے سے باہر فرطِ شادی سے اویسؓ　　پاکے خلعت آپؐ کی اُترہی ہوئی پوشاک کا

دمبدم آتی ہے اس دَر سے مدینے کی ہوا　　بخیہ گر اچھا نہین سینا جگر کے چاک کا

ہم گدایانِ محمدؐ کی نظر مین اے جلیلؔ

مسندِ شاہی ہے اُس کوچے مین بستر خاک کا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق سنہ ۱۹۱۱ عیسوی

قصیدۂ تہنیت تخت نشینی جہاں پناہ فلک بارگاہ بندگان عالی متعالی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی

اعلیٰحضرت سکندر شوکت کیوان عظمت انجم خدم رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک

فتح جنگ حضور پرنور سلطان العلوم نواب میر عثمان علی خان بہادر نظام الملک آصفجاہ

سلطان دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بزم عشرت میں نئے رنگ کا سامان دیکھا — حالت وجد میں ساغر کو بھی رقصان دیکھا

پھول مقصد کے کھلے ہیں تو شگوفے دل کے — جو نہ دیکھا تھا کبھی وہ چمنستان دیکھا

غنچہ و گل سے بھلا ضبط خوشی کیا ہوتی — ہنس پڑے وہ بھی جو سرکار کو خندان دیکھا

ہر شجر ہے شجر طور سے بڑھ کر روشن — ہر شگوفے کو چراغ تہ دامان دیکھا

کہی نسیمِ سحر آگاہ کہ ہے وقتِ خوشی — گر گئی شمع کو خاموش جو گریان دیکھا
ایک اک گھر پہ برستی ہوئی رحمت دیکھی — ایک اک دل سے نکلتے ہوئے ارمان دیکھا
تخت کے تاج کے مالک مرے سرکار رہے — تخت کو تاج کو تقدیر پہ نازان دیکھا
للہ الحمد کہ اورنگ نشینِ اقبال — بجاے آصف[1] تجھے عثمان علی خان دیکھا
للہ الحمد کہ خدّامِ وفا پرور نے — تجھے آقا تجھے مالک تجھے سلطان دیکھا
دیکھنا اسکو مسرت کا اثر کہتے ہین — دشمنون کے دہنِ زخم کو خندان دیکھا
ایک عالم ہے کہ مدہوش نظر آتا ہے — یہ نہ پوچھو کسے شادان کسے فرحان دیکھا
ابرِ رحمت کی طرح خلقِ خدا کے سر پر — سایہ افگن تجھے اے سایۂ یزدان دیکھا
دوست دشمن پہ رعایا پہ زمانے بھر پر — تیری شفقت تری بخشش ترا احسان دیکھا
لوحش اللہ تجھے لاکھون مین یگانہ پایا — بارک اللہ تجھے سرحلقۂ شاہان دیکھا
حبّذا ساتھ ترے نصرتِ باری دیکھی — مرحبا ہاتھ ترے فتح کا میدان دیکھا
کان سے وصفِ سکندر جو سنا تھا ہمنے — آنکھ سے آج وہ اے خسروِ ذیشان دیکھا
کبھی چھپتے نہین اوصاف جو آبائی ہین — آصفی شان کو تیور سے نمایان دیکھا

---

[1] آصف تخلص غفران مکان نواب میر محبوب علی خان بہادر آصفجاہ سادس کا ہے

روئے رنگین پہ پسینے کا تعجب عالم ہے
آب و آتش کو بہم دست و گریبان دیکھا

چوری چوری جو نظر شہ کی طرف جاتی ہے
رعبِ دربار یہ کہتا ہے کہ ہان ہان دیکھا

عہدِ دولت مین ترے رنج ہوا گنجِ مراد
دورِ راحت مین ترے درد کو درمان دیکھا

نہ غمِ دزد نہ رہزن کا کسیکو کھٹکا
رعبِ شاہی کو رعایا کا نگہبان دیکھا

بخت و دولت کو حکومت کو جہانداری کو
تیرے قابل ترے لائق ترے شایان دیکھا

جس طرح ابر کے ٹکڑے سے ہو بارش منہ کی
دستِ فیاض کو یون ہی گہر افشان دیکھا

دو نہین چار نہین سو نہین سو لاکھ نہین
سارے عالم کو ترا بندۂ احسان دیکھا

دولت و جاہ و حشم کو ہے عقیدت کیسی
اسے شیدا اسے صدقے اسے قربان دیکھا

جس نے دربار ترا دیکھ لیا پھر اسنے
آنکھ اٹھا کر نہ کبھی سوئے گلستان دیکھا

سچ ہے نظارۂ دربار کچھ آسان نہین
جس کو دیکھا صفتِ آئنہ حیران دیکھا

اس نظر مین اثر اکسیر کا آجاتا ہے
جس نظر نے تجھے اے عیسیِ دوران دیکھا

یون ہی دیکھین فلکِ پیر کو ہم لاکھ برس
جس طرح آج ترا تابعِ فرمان دیکھا

ایک تجھ پر نہین موقوف زمانے کو جلیل
میر عثمان علی خان کا ثنا خوان دیکھا

مبارک باد

راحت و عیش کا سامان ہو مبارک تم کو
تخت و تاج اے شہِ عثمان ہو مبارک تمکو

بخت و اقبال سکندر ہو سزاوار تمھین
شوکت و شانِ سلیمان ہو مبارک تمکو

خسرو ملک دکن قلعہ شکن شیر فگن
لقب رستمِ دوران ہو مبارک تمکو

ساری دنیا کو مبارک ہو تمھارا احسان
اور اللہ کا احسان ہو مبارک تمکو

دل شگفتہ ہین مسرت سے ہوا خواہون کے
یہ تر و تازہ گلستان ہو مبارک تمکو

رتبۂ شاہی و دارائی و ظل الٰہی
میرے آقا مرے سلطان ہو مبارک تمکو

بھر دیا موتیون سے دامنِ امیدِ جلیل
شہ کا دستِ گہر افشان ہو مبارک تمکو

مبارکباد

مسندِ شاہی تمھین سرکار مبارک
یہ جشن مبارک ہو یہ دربار مبارک

غنچے جو چٹکتے ہین تو آتی ہے یہ آواز
دولت کا چمن عیش کا گلزار مبارک

کہتی ہے یہ خود شاہ کی پیشانیِ روشن　　تقدیرِ رسا طالعِ بیدار مبارک
احباب کو تیری نگہِ لطف سزاوار　　دشمن کو ترا خنجرِ خونخوار مبارک
لکھتا ہوں جلیل آصفِ سابع کی میں تعریف
کیونکر نہ مرے حق میں ہوں اشعار مبارک

قطعۂ تاریخِ تخت نشینیِ مبارک

اول اول جو ہوئے شاہِ دکن آصفجاہ　　کرگئے صاف وہ تلوار سے میدانِ دکن
بعد ازاں آصفِ ثانی جو ہوئے تخت نشین　　ہفت اقلیم میں کہلائے وہ خاقانِ دکن
تیسرے شاہ کا تھا عہدِ سکندر جاہی　　اُن کے اقبال سے کچھ اور بڑھی شانِ دکن
ناصر الدولہ ہوئے آصفِ رابع مشہور　　شان و شوکت نے کہا اُنکو سلیمانِ دکن
دورِ پنجم کا رہا افضلِ دولہ پہ مدار　　زور و قوت میں جو تھے شیرِ نیستانِ دکن
میر محبوب علی آصفِ سادس کا تھا نام　　تھے وہ محبوبِ دکن روحِ دکن جانِ دکن
اُٹھ گئے جب تو بفرمانِ خداوندِ جلیل
میر عثمان علیخان ہوئے سلطانِ دکن
۱۹۱۱ء

دیگر

دکن کے تخت پر عثمان علی خان جلوہ فرما ہین
جنھین حاصل ہی رتبہ سب رئیسون پر تقدّم کا
جلیل اس جشن کی تاریخ تو نے خوب موزون کی
مبارک ہو یہ دورِ عدلِ آصفجاہِ ہفتم کا
۱۳۲۹ھ

قصیدۂ مدحیّہ

مدح گوئی فخر ہے طبعِ رسا کیواسطے ۔۔۔ دل دعا کے واسطے لب ہین ثنا کیواسطے
گوہرِ معنی نکالے ہین اسی مقصود سے ۔۔۔ ارمغان ہون تا کسی بحرِ عطا کے واسطے
لعل پائے ہین یہ مصرع رنگ مین ڈوبے ہوے ۔۔۔ کیا مناسب ہے کانِ سخا کے واسطے
گرچہ حسبِ مدعا ہین حاجت روائی منحصر ۔۔۔ پھر بھی حیلہ چاہیئے حاجت روا کے واسطے
کون وہ بحرِ عطا کانِ سخا حاجت روا ۔۔۔ جو خدا کا فضل ہے خلقِ خدا کے واسطے
میر عثمان علیخان خسروِ ملکِ دکن ۔۔۔ مایۂ ناز و طرب ارض و سما کے واسطے

کجکلاہی ہے اسی شاہِ فلک فر کیلیے
بادشاہی ہے اسی ظلِّ خدا کے واسطے

حبّذا اے تاجدارِ ذی کرم والا ہمم
ہے عطا تیرے لئے تو ہی عطا کے واسطے

ملک کے حق مین ہین ایسے تیرے انفاسِ لطیف
بات جو گلشن مین ہی بادِ صبا کے واسطے

تجھی کو ہم نے دیکھا یہ ترا ہی خُلق ہی
کام تو کرتا ہے بندون کا خدا کے واسطے

تجھ کو دیتے ہین دُعا آرام سے بیٹھے ہوے
دارِ راحت ہی ترا در ہر گدا کے واسطے

طبعِ عالی کے لئے ہی دانش و تدبیر و رای
ذہن موزون ہی ترا فہم و ذکا کے واسطے

یہ ترا عہدِ مسرّت ہی کہان اب رنج و غم
چشم و لب ترسا کرین آہ و بکا کے واسطے

سُن لے تو بھی ای فلک ہے آصفِ سابع کا دَور
راستی کا حکم ہے ہر کج ادا کے واسطے

طالعِ روشن سے یہ مضمون ہی روشن کہ ہی
فتح و نصرت آصفِ کشور کشا کے واسطے

شکوۂ معشوق کیون آئے لبِ عشاق پر
اب کوئی موقع نہین جور و جفا کے واسطے

ہاتھ سے تیرے ملی ساری کدورت خاک مین
سینہ و دل گھر بنے صدق و صفا کے واسطے

دامنِ عالم سے دھبّا بے وفائی کا مٹا
گود پھیلائے ہین اب بندے وفا کے واسطے

حکم ہے یہ ہاتھ سے جانے نہ پائے چھوٹ کر
یہ بھی گویا قید ہے دُزدِ حنا کے واسطے

گر سیاست ہے تو ہی شانِ ریاست بھی عجب
ہی یہان عفو و عطا سہو و خطا کے واسطے

بعدِ حاتم مل گیا اے شاہ تیرا دستِ فیض
پھر ٹھکانا ہو گیا جود و سخا کے واسطے

اِسقدر اوصاف ہین ممکن نہین جنکا شمار — سخت مشکل ہے بیان حسنِ سیر اُسکے واسطے
خُلق سے تیرے گُلستان کے گُلستان کھِل گئے — تُونے کچھ چھوڑا نہین بادِ صبا کے واسطے
گُل سراپا گوش ہین سُننے کو تیری گفتگو — لب شگوفون کے کھُلے ہین مرحبا کے واسطے
کیا مروّت ہے اِدھر تعجیل ہے بہرِ عطا — اور اُدھر تاخیر ہوتی ہے سزا کے واسطے
بندھ گئی ہے ایسی استغنا کی عالم مین ہوا — راہ آنے کی نہین حرص و ہوا کے واسطے
نام سے کر شاہ کا پاتے ہین راحت دردمند — یہ دوا اکسیر دیکھی ہے شفا کے واسطے
چارہ سازی اِسکو کہتے ہین کہ دورِ شاہ مین — ورد ڈھونڈے سے نہین ملتا دوا کے واسطے
اُونچے اونچون کو ہے تیری ذاتِ عالی سے رجوع — آسمان بھی جھک رہا ہے التجا کے واسطے
آتے جاتے آنکھ اُٹھ جاتی ہے تیری جسطرف — ہاتھ اُٹھ جاتے ہین لاکھون کے دُعا کے واسطے
قہر تیرا دشمنانِ بے مروّت کے لئے — لُطف تیرا دوستانِ بے ریا کے واسطے
مُدعا سارے زمانے کا تو خود پورا کرے — ملتجی حق سے ہو اپنے مدعا کے واسطے
ہے یہی اِک در جہان ملتی ہے مُنہ مانگی مُراد — ہے یہی اِک گھر غریب و بینوا کے واسطے
جو ہمارا درد ہے روشن ہے وہ سرکار پر — جائین کیون پیشِ اطبّا ہم دوا کے واسطے
سلطنت پائی جو پایا دامنِ دولت ترا — کیون پھرین ہم سایۂ بالِ ہُما کے واسطے
بس کہانتک شاہ کے اوصاف لکھو گے جلیل — ہاتھ اُٹھا وا ب قلم رکھکر دُعا کے واسطے

یا خدا تیری عنایت سے رہے شام و سحر — فتح و نصرت آصفِ کشور کشا کے واسطے
چار دانگِ دہر مین ہو بول بالا شاہ کا — یا الٰہی چار یارِ با صفا کے واسطے
بہرِ عثمانؓ شاہِ عثمان پر رہے رحمت تری — مشکلین آسان ہون مشکل کشا کے واسطے

(قطعۂ تاریخِ تہنیتِ جشنِ عیدِ اضحیٰ)

عیدِ قربان آئی ہے قربان ہونے کیلئے — اُس شہِ ذیجاہ پر جو ہے مہِ اوجِ کمال
میر عثمان علی خان خسروِ ملکِ دکن — خوش صفات و خوش خیال و خوش جمال و خوشخصال
یا الٰہی روز اُسکے گھر مین جشنِ عید ہو — خوش رہین سارے فدائی اور دشمن پائمال
نذر دے اک شعر مین دو لکھ کے تاریخین جلیل — ایک مصرع عیسوی ہو ایک ہو ہجری پہ دال

عیدِ اضحےٰ ہو مبارک ای شہِ عالی وقار
۱۹۱۱ء

عیدِ قربان ہو مبارک ای شہِ دریا نوال
۱۳۲۹ھ

سہرا بتقریبِ جشنِ کتخدائی مبارک

شاہ نوشاہ نے باندھ کے سر پہ سہرا ۔ آج کر لے گا زمانے کو مسخّر سہرا
آپ کے سر مین جو ڈوبا ہے سراسر سہرا ۔ آتشِ حسن سے جلتا نہین رخ پر سہرا
کہکے حبلِ علی ظلِ خدا نے باندھا ۔ بنگیا سایۂ اللہ و پیمبر سہرا
شاہ و نوشاہ زمانے مین بہت تھے لیکن ۔ سربلندی کا رہا آپ ہی کے سر سہرا
حبذا فرقِ مبارک پہ مرصّع افسر ۔ مرحبا چاند سے چہرے پہ منوّر سہرا
صدفِ دولت و اقبال کا گوہر نوشہ ۔ چمنِ عیش و مسرت کا گلِ تر سہرا
کامرانی کی ہے تصویر سراپا نوشہ ۔ شادمانی کی ہے تفسیر سراسر سہرا
مشورے ہوتے ہین رعنائی و زیبائی مین ۔ دل مین نوشاہ تو آنکھوں مین کرے گھر سہرا
حسن و خوبی کی نہ کیون شان دوبالا ہو جائے ۔ طول مین ہے قدِ نوشہ کے برابر سہرا
شوخ ایسا ہے کہ چھونے سے الجھ پڑتا ہے ۔ مجکو حیرت ہے کہ گوندھا گیا کیونکر سہرا
ایک سہرے پہ ہزارون کی لڑی ہین آنکھین ۔ نئے پھولون کا ہے پہنے ہوے زیور سہرا
چال سوجھی یہ نئی رنگ جمانے کیلیے ۔ پابوسی کو چلا سر سے اتر کر سہرا
دیکھیے اسکو تو پتلی مین سما جاتا ہے ۔ ناپیے اس کو تو ہے قد کے برابر سہرا

تم پہ سایہ رہے عثمانؓ و علیؓ کا ہر دم
حق سزاوار کرے بہر پیمبر سہرا

موتیون کا ہی جو سہرا سر نوشہ پہ چلا میل
ہم بھی لکھ لائے ہین گنجینۂ گوہر سہرا

(تاریخ عطائے شمشیر)

تیغ خوش آب عنایت کرکے
آبرو میری بڑھادی شہ نے

لکھ چمکتی ہوئی تاریخ جلیل
آج شمشیر عطا کی شہ نے

۱۳۲۹ھ

(تاریخ عطائے انگشتری)

سرفرازی دلنوازی کی نہین ہی حد کوئی
سرخرو کرتا ہی کیا کیا لطف سلطانی مجھے

کی عطا انگشتری تاریخ نکلی اے جلیل
دی شہ یکتا نے یہ مہر سلیمانی مجھے

۱۳۲۹ھ

شکریہ عطائے شمشیر و انگشتری

تیغ اُس شہ نے عنایت مجھے فرمائی ہے — جسکے قبضے مین جہانداری و دارائی ہے
صاحبِ سیف کیا مجھ کو مرے آقا نے — یہ عنایت یہ عطا جوہرِ آبائی ہے
شکریہ شکر کا موقع ہے کہ تلوار کے ساتھ — اِک انگوٹھی بھی درِ فیض سے ہاتھ آئی ہے
تیغ ملتے ہی انگوٹھی جو ملی مین سمجھا — کہ پری مہرِ سلیمان کو اُڑا لائی ہے
ماہِ نو تیغِ ہلالی کی ادا پر ہے نثار — حور کی آنکھ انگوٹھی کی تماشائی ہے
جھونک کھا کر ہوئی سیدھی جو لچکتی تلوار — مین یہ سمجھا کسی معشوق کی انگڑائی ہے
ہے انگوٹھی مین وہ شوخی کہ یہ دل کہتا ہے — آج تو گھر مرے کھراج پری آئی ہے
خمِ شمشیر مین محرابِ حرم کا عالم — دمِ شمشیر مین اعجازِ مسیحائی ہے
کہہ اُٹھے دیکھ کے خاتم کو بصیرت والے — یہ نگین مردمکِ دیدۂ رعنائی ہے
دل مین کٹ جائین جو اغیار تو کچھ دور نہین — تیغ نے ابروِ قاتل کی ادا پائی ہے
اُنگلیان اُٹھتی ہین خاتم پہ زمانے بھر کی — عید کے چاند کی شہرت مرے ہاتھ آئی ہے
سیف مین ہی جو صفائی نہین آئینے مین — اِسنے اقبال کی صورت مجھے دکھلائی ہے
ہے وہ خوش رنگ انگوٹھی کا نگینہ جس پر — لعل و یاقوت نے ہیرے کی کنی کھائی ہے

جوہر اتنے ہین کہ دیکھے سے سُرور آتا ہے تیغ کے گھاٹ پہ گھنگور گھٹا چھائی ہے
گھر مین خاتم کے ہے اِس طرح نگینہ گویا کسی مہوش نے کلیجے مین جگہ پائی ہے
شاہ کی تیغ سدا فاتح و منصور رہے قطع جسپر بخدا جامۂ رعنائی ہے
شاہ کے زیرِ نگین قاف سے تا قاف رہے جسکے ہاتھون شرفِ خاتمِ دارائی ہے
یہ فقط ہے نظرِ لطف و کرم کا صدقہ کہ زمانہ مرے اشعار کا شیدائی ہے

شکرِ الطاف ہو کس طرح ادا مجھ سے جلیل
نہ زبان ایسی نہ ایسی مری گویائی ہے

(چھڑی عطا فرمانے کا شکریہ)

مجھے نہال کیا شاہ نے چھڑی دے کر چھڑی ہے یا کوئی معشوقِ سرو قامت ہے
زبانِ حال سے کہتا ہے سبز رنگ اسکا
کہ چوبِ خشک مری ہے خدا کی قدرت ہے

سنہ ۱۳۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۹۱۲ عیسوی

(گھڑی توڑا بٹن عطا فرمانے کا شکریہ)

گھڑی گھڑی مرے سرکار کو خوشی ہو نصیب — مجھے گھڑی وہ عطا کی جو ہے عجیب و غریب
بجا ہے مین جو کہون عیش کی گھڑی آئی — کہ بخت جاگ اُٹھے سونے کی گھڑی پائی
گھڑی نفیس ہے دلکش ہے خوبصورت ہے — وہ سادگی ہے کہ صدقے ہزار زینت ہے
پری کا حسن ہے اِسکے جمال پر صدقے — خرامِ نازِ حسینان ہے چال پر صدقے
کہان یہ حسنِ دلاویز ماہِ کامل مین — جو مین نے جیب مین رکھی اُتر گئی دل مین
مقیم ہو کے ہمیشہ سفر مین رہتی ہے — ہر اک کے کان مین چلنے کا حال کہتی ہے
اِسی کے نقشِ قدم پر زمانہ چلتا ہے — اِسی سے کام شب و روز کا نکلتا ہے
یہ ایک گھنٹے مین منزل تمام کرتی ہے — مگر کبھی سرِ منزل نہین ٹھہرتی ہے
گھڑی کے ساتھ ہی توڑے کا جوڑ بھی نایاب — یہ ہمسرِ مہِ کامل وہ کہکشان کا جواب
گھڑی ہے سونے کی سونے کا اُسمین توڑا ہے — دلِ حسود کو دونون نے ملکے توڑا ہے
پڑا جو توڑے مین زرین قلم چمکتا ہے — وہ بہرِ مدح اُسے بار بار تکتا ہے
قلم کا ہے یہی منشا کہ مدحتِ شاہی — لکھا کرون کہ سوا ہو عنایتِ شاہی

بٹن عطا وہ ہوے جو چمک مین اختر ہین ۔۔۔ جواب اُنکا نہ پکھراج ہے نہ گوہر ہین
وہ آب و تاب ہے دیکھے سے جنکے ہو سکتا ۔۔۔ ٹکے ہوے ہین ستارے قمیص مین گویا
نہین ہے حد کوئی لطف و عطائے شاہی کی ۔۔۔ یہ ایک خاص صفت ہے جہان پناہی کی
ہنر شناس ہنرور بڑے ہنر پرور ۔۔۔ عیان ہے سارے زمانے پہ آپکی جوہر
کرم ہے جود ہے بخشش ہے دلنوازی ہے ۔۔۔ ہر ایک طرح غلامون کی سرفرازی ہے
کہان کسی مین یہ انداز حکمرانی کے ۔۔۔ مزے ہین شاہ کے قدمون مین زندگانی کے
نگاہ اپنی رعایا پہ ملک سے ہشیار ۔۔۔ مثالِ طالع بیدار رات دن بیدار
وہ رعب جس سے لرزتے ہین کشورِ جہان ۔۔۔ وہ خُلق جس سے شگفتہ ہے بوستانِ جہان
بہت ہی حُسنِ مہمّاتِ ملکداری مین ۔۔۔ گذر رہی ہے رعایا کی غمگساری مین
جلیل موردِ الطافِ بیحساب ہوا ۔۔۔ چمک کے ذرّہ ناچیز آفتاب ہوا
ادا ہو شکرِ عنایت یہ غیر ممکن ہے ۔۔۔ بیان ہو شانِ عطوفت یہ غیر ممکن ہے

دعا یہ ہے کہ سلامت مرے حضور رہین
خوشی قریب ہے ناخوشی سے دور رہین

تاریخ عطیات مذکور

عقیدت کے صلے فدوی نے آصفجاہ سے پائے
بڑے رتبے بڑے اعزاز ظل اللہ سے پائے
کہی تاریخ ایسی جو ہے آب زر سے لکھنے کی
گھڑی توڑا بٹن سونے کے اپنے شاہ سے پائے

سنہ ۱۹۱۲ء

قصیدۂ تہنیت جشن سالگرہ مبارک

کسقدر سالگرہ روح فزا ہوتی ہے — وجد مین ساری خدائی بخدا ہوتی ہے
یہ صفت خاص اسی سالگرہ مین دیکھی — جو گرہ پڑتی ہے وہ عقدہ کشا ہوتی ہے
سال بھر خلق مین نوروز رہے عید رہے — اسلئے سالگرہ جلوہ نما ہوتی ہے
شاہ کی عمر بڑھے۔ زور گھٹے دشمن کا — آجکے روز یہ مقبول دعا ہوتی ہے
دل عنادل کے شگوفے کی جگہ کھلتے ہین — آجکل اور ہی گلشن کی ہوا ہوتی ہے
دم عیسی ہے نسیم سحری کا جھونکا — آجکل درد مین تاثیر دوا ہوتی ہے

سبز پوشاک پہنتے ہین جوانان چمن ۔۔۔ سرخرو رنگ مسرت سے حنا ہوتی ہے
بیل بوٹے مین عجب حسن نظر آتا ہے ۔۔۔ پتی پتی مین عجب شان خدا ہوتی ہے
نرگس باغ کی آنکھون مین ہے مستی کا وہ رنگ ۔۔۔ جیسے ساغر مین مئے ہوشربا ہوتی ہے
جابجا سنبل پیچان کا وہ عالم دیکھا ۔۔۔ جیسے بل کھائی ہوئی زلف دوتا ہوتی ہے
دیکھیے سیر تو آنکھون مین سرور آتا ہے ۔۔۔ سونگھئے پھول تو بو روح فزا ہوتی ہے
بچے بچے کو عقیدت ہے شہ والا سے ۔۔۔ غنچے غنچے مین یہان بوئے وفا ہوتی ہے
جان مشتاق کو سوجھی ہے یہ تدبیر اچھی ۔۔۔ نام سرکار کا لے لیکے فدا ہوتی ہے
ایسے فیاض زمانے مین کہان ہوتے ہین ۔۔۔ عرض ہوتی نہین حاجت کہ روا ہوتی ہے
رحم کے ہاتھ سے ہوتا ہے گرفتار رہا ۔۔۔ عدل کے ہاتھ سے ظالم کو سزا ہوتی ہے
جان جاتے ہین جو ہوتا ہے کوئی راز نہان ۔۔۔ ٹال جاتے ہین کسی سے جو خطا ہوتی ہے
ہاتھ دینے سے کبھی روک لین ممکن ہی نہین ۔۔۔ بادشاہون سے جو ہوتی ہے سدا ہوتی ہے
خاک پا جیسی ہے ایسی کوئی اکسیر نہین ۔۔۔ ایک چٹکی سے ہزارون کو شفا ہوتی ہے
بات حکمت کی جو آتی ہے زبان شہ پر ۔۔۔ حکمرانون کے لئے راہنما ہوتی ہے
خلق شہ نے وہ دیا ہے سبق دلسوزی ۔۔۔ شمع محفل کی ہوا خواہ صبا ہوتی ہے
بانکپن کا کوئی موقع جو نکل آتا ہے ۔۔۔ قابل دید وہ شاہانہ ادا ہوتی ہے

نوک کی بات جو سُن لے تو عدو کٹ جائے
تیز سے تیغ سے خنجر سے سوا ہوتی ہے

قصد ہوتا ہے چمن کا تو نچھاور کیلیے
پھول دامن مین لئے بادِ صبا ہوتی ہے

چتر ہو ساتھ سواری کے ضرورت کیا ہے
سر پہ چھائی ہوئی رحمت کی گھٹا ہوتی ہے

خشک پتّون کی طرح اُڑتے ہین سر اعدا کے ق
تیغ سرکار کی چلنے مین ہوا ہوتی ہے

دوستون کے لئے فرمانِ ظفر بنتی ہے
دشمنون کیلیے پیغامِ قضا ہوتی ہے

تن کے چلتی ہے تو بن جاتی ہے طاؤسِ چمن
قتل کرنے مین حسینون کی ادا ہوتی ہے

اور خدمت تو کوئی ہو نہین سکتی ہم سے
عمر و دولت کی شب و روز دعا ہوتی ہے

شاہ شہزادے سلامت رہین یا رب جن سے
محفلِ عیش و طرب روز بپا ہوتی ہے

اب مناسب ہے کہ اک تازہ غزل بھی پڑھ دون
رونقِ بزمِ سخن اِس سے سوا ہوتی ہے

غزل

توبہ جب توڑیے پیدا یہ صدا ہوتی ہے
ہائے کیا چیز مئے ہوشربا ہوتی ہے

یون تو اُسکی ہر ادا ہوشربا ہوتی ہے
جو ذرا شوخ نکلتی ہے قضا ہوتی ہے

دو دو چھُریان لئے رہتا ہے حسینون کا شباب
شان ہوتی ہے جدا۔ آن جدا ہوتی ہے

رُخِ معشوق سے اُسکا ہے اُٹھانا دشوار
لاکھ پردون کا جو اک پردہ حیا ہوتی ہے

رنگ چہرے سے اُڑا۔ خواب اُڑا آنکھون سے
کوچۂ عشق مین کیا تیز ہوا ہوتی ہے

دل جو لینا ہو کسی کا تو نگہ ہو کہ ادا
ایک سے ایک لگاوٹ میں سوا ہوتی ہے

آرزو خلد کی حورون کی تمنا زاہد
ایسے دل سے بھی کہین یاد خدا ہوتی ہے

باغ مین شوخی رفتار کا موقع کیا ہے
دیکھیے دیکھیے پامال حنا ہوتی ہے

پینے والون سے نہین ہوش سنبھالا جاتا
مفت بدنام مئے ہوش ربا ہوتی ہے

وصل مین شرم و حیا دیکھ کے حیرت ہے مجھے
ایسے موقع پہ وہ شوخی تری کیا ہوتی ہے

خاک مین جسم ملاتا ہے ملانے دو جلیل
اور بھی آئینۂ دل کی جلا ہوتی ہے

(قطعۂ تاریخ جشن مذکور)

کیا بزم ہے کیا جشن ہے کیا سالگرہ ہے
بندون کیلئے فضل خدا سالگرہ ہے

تاریخ کا مصرع ہے جلیل اپنی زبان پر
کیا عیش فزا عقدہ کشا سالگرہ ہے

سنہ ۱۳۳۰ھ

رونق افروزی سرکار در حمایت باغ واقع اورنگ آباد دکن

باغِ جنّت کا سمان دیکھا حمایت باغ مین | غنچۂ دل کھل گیا اپنا حمایت باغ مین
چہچہے سُنکر عنادل کے ہوا ایسا سرور | طائرِ غم ہوگیا عنقا حمایت باغ مین
پھل محبّت کے خوشی کے پھول راحت کے شجر | اے زہے قدرت کہ ہے کیا کیا حمایت باغ مین
شاہِ آصفجاہ سابع جلوہ آرا ہین جو آج | ہر کلی سے ہے دیدۂ موسیٰ حمایت باغ مین
لوگ حیران ہین کہ دیکھین بزمِ شاہی کی بہار | یا کرین پھولون کا نظّارا حمایت باغ مین
مدح کے اشعار ہین پڑھتا ہوں سب کو ہے گمان | نغمہ زن ہے بلبلِ شیدا حمایت باغ مین
نونہالانِ چمن کا آج جوبن دیکھیے | زیبِ تن پھولون کا ہے گہنا حمایت باغ مین
اُڑ رہا ہے بلبلون مین رنگ آزادی کا آج | مِٹ گیا صیاد کا کھٹکا حمایت باغ مین
غیر ممکن ہے کہ آجائے خلش کی بو کہین | ہوگیا ہے پھول کانٹا حمایت باغ مین
نرگسِ بیمار اب بیمار رہ سکتی نہین | نکہتِ گل ہے دمِ عیسیٰ حمایت باغ مین
آنہین سکتی خزان اِسمین کہ ہے بیٹھا ہوا | طالعِ بیدار کا پہرا حمایت باغ مین
آگیا جو سیر کو دل ہوگیا اُسکا اسیر | بوئے گل ہے دام کا پھندا حمایت باغ مین
شاہ کی دریا دلی کا ایک یہ بھی ہے ثبوت | جا بجا پانی کا ہے چشما حمایت باغ مین

مست ہونے کیلئے یہ قدرتی سامان ہو
سرو و گل ہین ساغر و مینا حمایت باغ مین

طائرانِ خوش نوا کا اس جگہ کیا ذکر ہو
بلبلِ تصویر ہے گویا حمایت باغ مین

شاہ کے الطاف سے تیرے سخن کی ای جلیل
ہو مبارک پھولنا پھلنا حمایت باغ مین

قطعۂ تاریخ تہنیت جشن عید اضحیٰ

عید پر سارے جہان کو ناز ہے
عید کو ہے ناز آصفجاہ پر

نذر دے تاریخ کا مصرع جلیل
عید قربان بھی ہے قربان شاہ پر

سنہ ۱۳۳۰ھ

تہنیت جشن نوروز

ہو مبارک تجھے اے شاہِ فلک فرنوروز
یہ منور یہ مسرت یہ معطر نوروز

تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے
عید گھر گھر ہے ترے دور مین گھر گھر نوروز

اس تمنا مین کہ دربار کی شرکت ہو نصیب
آج ہے صبح سے حاضر ترے در پر نوروز

نور کے وقت ظہور اسکا مزہ دیتا ہے — سب یہ روشن ہو کہ رحمت کا ہی مظہر نوروز
اب یہ دُر چھوڑ کے شاہا کہین جانے کا نہین — رہ گیا دامنِ دولت سے لپٹ کر نوروز
اہلِ دربار نے پہنی ہے جو پوشاک نئی — خوش ہے اسدجہ کہ جامے سے ہو باہر نوروز
جشن اُسکا ہے جو دیکھے شہِ والا کا جمال — لیلۃ القدر ہین گیسو رُخ انور نوروز
بنگیا آئنہ دربار کا اچھّی سوجھی — ہو گیا مفت نصیبے کا سکندر نوروز
سب کی آنکھون مین جھلکتے ہین جو اشکِ شادی — نذر کے واسطے لایا ہے یہ گوہر نوروز
دن گنی آصفِ سلطان نے بڑھا دی توقیر — ایک نوروز سے پیدا ہوئے ستّر نوروز
شہ کی شہ ملکئی اشان نہ پوچھو اِسکی — آج کریگا زمانے کو مسخّر نوروز
کہتے ہین جوش مین نوروز منانے والے — دل مین آنکھون مین کلیجے مین کرے گھر نوروز

یون ہی ہوتا ہے دربار بہ دربارِ جلیل
یونہی آتا ہے اِس در پہ برابر نوروز

قطعۂ تاریخ جشنِ مذکور

ہو مبارک آصفِ سابع کو دن نوروز کا
دل کشا ہو روح افزا ہو نظر افروز ہو
مصرعِ تاریخ لکھ کر نذر دیتا ہے جلیل
یا الٰہی شہ کے گھر ہر روز یہ نوروز ہو
۱۳۳۰ھ

سہرا مع تاریخ بتقریبِ بسم اللہ خوانی شہزادہ نواب میر شجاعت علیخان بہادر

(زاد عمرہ و اقبالہ)

مبارک شہ کے دلبر کو یہ بسم اللہ کا سہرا
بڑے ارمان کا ہے پیار کا ہے چاہ کا سہرا
ستاروں سے کہو بامِ فلک سے کس کو تکتے ہیں
جو آنکھیں ہوں تو دیکھیں شاہ کے نوشاہ کا سہرا
نظر آئیں نہ کیوں چاروں طرف انوارِ رحمت کے
کہ ہے پرتو فگن دلبندِ ظلِ اللہ کا سہرا
ترے سہرے کو ہم اے کہکشاں دیکھیں تو بھولے سے
کہ ہے پیشِ نظر اوجِ شرف کے ماہ کا سہرا
ذرا سہرے کی سنئے کس تعلی سے یہ کہتا ہے
کہ میں ہوں نورِ عینِ شاہِ آصفجاہ کا سہرا
زمین و آسمان ہم رنگ ہیں دونوں کے دو شن ہیں
اُدھر انجم اِدھر شہزادۂ ذیجاہ کا سہرا

سبق دے معرفت کا اہلِ محفل کو تو زیبا ہے　　کہ ہے باندھا ہوا سلطانِ حق آگاہ کا سہرا
اِدھر آواز سے پڑھتا ہے بسم اللہ شہزادہ　　اُدھر کرتا ہے چپکے چپکے ذکر اللہ کا سہرا
پھلو پھولو جوان ہو دامنِ الفت کے سایے میں　　شہِ والا تمہارے سر پہ باندھیں بیاہ کا سہرا
اُٹھا ہے شان میں اسکی جو مہرِ برجِ شاہی ہے　　چمک جائے نہ کیوں اس بندۂ درگاہ کا سہرا

جلیل اوّل جو مصرع ہے وہی تاریخ ہے اسکی
مبارک شہ کے دلبر کو یہ بسم اللہ کا سہرا
۱۳۳۰ھ

(قطعۂ تاریخ تقریبِ مذکور)

مبارک جشن ہے نوشہ بنا ہے شاہ کا پیارا　　یہ خوش بختی یہ عز و جاہ شہزادہ مبارک ہو
جلیل اس جانفزا تقریب کی تاریخ یوں لکھدو
کہ یارب جشنِ بسم اللہ شہزادہ مبارک ہو
۱۳۳۰ھ

قطعۂ تاریخِ ولادتِ شہزادۂ بلند اقبال نواب میر کاظم علی خان بہادر

(زادعمرہ واقبالہ)

مبارک اللہ نیّرِ برجِ شرف پیدا ہوا
مہ جبین و مہر طلعت خوش جمال و خوش لقا

نذر دے یہ مصرعِ تاریخ لکھ کر اے جلیل

خسروِ والا گہر کا ہے یہ لعلِ بے بہا

سنہ ۱۳۳۰ھ

(مبارکبادِ تقریبِ مذکور)

طلوعِ نیّرِ دولت مبارک ہو مبارک ہو
یہ دن یہ وقت یہ ساعت مبارک ہو مبارک ہو

ہُمائے اوجِ خوش بختی ہمایوں ہے ہمایوں ہو
ضیائے دیدۂ حشمت مبارک ہو مبارک ہو

نظر پڑتی ہے جسکی شاہزادے پر وہ کہتا ہے
کہ یہ طفلِ جوان قسمت مبارک ہو مبارک ہو

دعائیں دے رہے ہین سب خوشی سے سرخرو ہو کر
یہ لعلِ بے بہا حضرت مبارک ہو مبارک ہو

ثمر آتا ہے یارب یونہی نخلِ تمنّا مین
بہارِ گلشنِ عشرت مبارک ہو مبارک ہو

ہوا خواہانِ دولت کو ولادت شاہزادے کی نگاہِ لطف کا خلعت مبارک ہو مبارک ہو

مرے آقا مرے مالک مرے سلطان مرے شہ کو

جلیل اللہ کی رحمت مبارک ہو مبارک ہو

قطعۂ تاریخ ولادتِ شہزادۂ بلند اقبال نواب میر رضا علی خان بہادر

(زاد عمرہ و اقبالہ)

جلوہ گر شد مہ برج شاہی گشت پُر نور زمہ تا ماہی

مصرعِ سال رقم کرد جلیل

ثمرِ گلشنِ آصفجاہی

سنہ ۱۳۳۰ھ

(تہنیت تقریبِ مذکور)

للہ الحمد کہ شہزادۂ ذیشان آیا شاہِ آصف کا پسر بن کے سلیمان آیا

غنچۂ دل کو ہنسانے گلِ خندان آیا آنکھ کا نور بڑھانے مہِ تابان آیا

تین شہزادون سے دُنیا کی ہُئین آنکھین روشن
ادراک نورِ نگاہِ شہِ عثمان آیا

موردِ فضلِ خدا مصدرِ انعام و عطا
مخزنِ جود و سخا منبعِ احسان آیا

ماہرو غنچہ دہن یوسفِ کنعان دکن
جان صدقے ہو جس انسان پہ وہ انسان آیا

بھر گئے دامنِ اُمید ہوا خواہون کے
ابرِ نیسان کی طرح یہ گہر افشان آیا

آبرو اپنے غلامون کی بڑھانے کے لئے
آج دریاے کرم کا دُرِ غلطان آیا

رنج و غم خاطرِ عالم سے مٹانے کیلئے
اپنے ہمراہ لئے عیش کا سامان آیا

شان کہتی ہے کہ ماہِ فلکِ شوکت ہے
آن کہتی ہے کہ سر دفترِ خوبان آیا

خوش نصیبون میں ہے چرچا کہ سکندر ہے یہی
حسن والون میں یہ غل ہے مہِ کنعان آیا

جان نثارون نے کہا اخترِ قسمت چمکا
دردمندون نے کہا عیسیِ دوران آیا

اب کہان داغِ جگر داغِ الم داغِ ملال
سچ تو یہ ہے کہ ہر اک درد کا درمان آیا

اہلِ حاجت کیلئے آج خزانے کھلے ہین
پیشگاہِ شہِ والا سے یہ فرمان آیا

شاہ کا لال ہے وہ صاحبِ جوہر جسپر
صدقے ہونے کیلئے لعلِ بدخشان آیا

نذر دینے کو ہوا خواہ بڑھے ہر سو سے
کوئی خندان کوئی شادان کوئی فرحان آیا

کوئی دامن میں بھرے گوہرِ اخلاص و وفا
کوئی مٹھی مین لئے نقدِ دل و جان آیا

کرمِ حضرتِ داور کا کوئی شکر گزار
ظلِ داور کے کرم پر کوئی نازان آیا

کوئی مدّاحِ شہِ آصفِ والا گوہر　　کوئی شہزادۂ عالم کا ثناخوان آیا
شاہ شہزادون کا اللہ نگہبان جلیل
دل سے لب پر مرے یہ مصرعِ تابان آیا

شکریہ عطائے میوہ

رُباعی

شہ نے جو عطا تازہ ثمر فرمائے　　پھل نخلِ تمنّا کے مرے ہاتھ آئے
سرسبز ہمیشہ رہے باغِ شاہی　　جو دل کی مرادین ہو خدا بَر لائے

دیگر

پائے ثمرِ نیک جو کھائے یہ ثمر　　ہو جائین اُمیدون کے شجر بارآور
بیدانہ انار ایسے ہین مرغوبِ لطیف　　دانا کی نظر پڑتی ہے ہر دانے پر

دیگر

ہونے کو بہت لوگ ہین قسمت والے　　پاتے ہین یہ پھل حُسنِ عقیدت والے
ہے دافعِ آسیب ہر اک سیبِ جلیل　　انگور کی ہین تاک مین سب متوالے

(دیگر)

سرکار سدا پھولتے پھلتے ہی رہین ‌ ‌ جو رشک سے جلتے ہین وہ جلتے ہی رہین
شاخوان ہین نکلتی رہین کلیان جبتک ‌ ‌ ارمان مرے شکر کے نکلتے ہی رہین

قطعۂ تاریخ ولادت شہزادی بلند اقبال طال عمرہا وزاد اقبالہا

(در اجمیر شریف)

معین الدینؒ ولی کے آستان پر ‌ ‌ شہ عثمان ترا آنا مبارک
ہوئی شہزادیٔ مہ پارہ پیدا ‌ ‌ یہ چشم بخت کا تارا مبارک
خدا کا فضل خواجہؒ کی توجہ ‌ ‌ مبارک اے شہ والا مبارک

جلیلؔ صحیح گو کی ہے یہ تاریخ
یہ شہزادی تجھے شاہا مبارک

سنہ ۱۳۳۰ھ

قطعۂ تاریخ ولادت شہزادہ بلند اقبال زاد عمرہ و اقبالہ

اور اک نور نظر مرحمت کو دیا اللہ نے ‌ ‌ جسکا جلوہ دیکھکر دنیا کی آنکھین کھل گئین
مصرع تاریخ بھی نکلا جیاب کر جلیلؔ ‌ ‌ ہو مبارک نوجوان شہزادہ روشن جبین

سنہ ۱۳۳۲ھ

سنہ ۱۳۳۱ھ مطابق سنہ ۱۹۱۳ء

قطعۂ تاریخ ولادت شہزادۂ بلند اقبال نواب میر عابد علیخان بہادر

(زاد عمرہٗ و اقبالہٗ)

بارک اللہ نونہالِ آصفی پیدا ہوا — سن کے یہ مژدہ شگفتہ ہوگئی دل کی کلی
مل گیا اک مصرعِ تاریخ مجکو اے جلیل — تاجِ آصف کا گہر شہزادۂ عابد علی
سنہ ۱۳۳۱ھ

(دیگر)

وہ ہوا پیدا جو ہے رشکِ قمر — راحتِ جان لختِ دل لختِ جگر
خوب روشن ہے یہ تاریخ اے جلیل — شاہِ آصفجاہ کا نورِ نظر
سنہ ۱۹۱۳ء

(دیگر)

شاہزادہ باغِ شاہی کا گلِ شاداب ہے — اوج میں ہے آفتاب اور حسن میں مہتاب ہے
ڈوب کر تاریخ یہ میں نے نکالی اے جلیل — آصفِ بحرِ مروت کا دُرِ نایاب ہے
۱۳۳۱ھ

قطعۂ تاریخ ولادت شہزادۂ بلند اقبال نواب سید حشمت علی خان بہادر زاد عمرہ و اقبالہ

مرحبا شہزادۂ فخر زمن پیدا ہوا　　مہر طلعت ماہ رو غنچہ دہن پیدا ہوا
اک عالم ہے کہ شیدا ہے زلیخا کی طرح　　حبذا کیا یوسف مصر دکن پیدا ہوا
۱۳۳۱ھ

دیگر

شاہزادے کی تجلی سے جہان پُر نور ہے　　یہ وہ ماہِ نو ہے جو وقت سحر طالع ہوا
ڈھل کے نکلی نور کے سانچے میں یہ تاریخ بھی　　کیا منوّر برج شاہی کا قمر طالع ہوا
۱۳۳۱ھ

قطعۂ تاریخ ولادت شہزادۂ بلند اقبال نواب سید تقی علی خان بہادر زاد عمرہ و اقبالہ

شہزادہ والا ہو مبارک شہ والا　　یہ چاند کا ٹکڑا ہو مبارک شہ والا
تاریخ کا مصرع بھی عجب نور فشان ہے　　یہ آنکھ کا تارا ہو مبارک شہ والا
۱۳۳۱ھ

دیگر

غلغلہ ہے آج عالم میں مبارکباد کا — شہ کو خالق نے دیا فرخندہ طالع نور چشم
نذر دے یہ مصرعِ تاریخ لکھکر لے جلیل — ہو مبارک آصفِ سابع کا سابع نور چشم

۱۳۳۱ھ

تاریخ عطائے انگشتری

شہ نے دی انگشتری وہ لاجواب — جو ہے روشن بڑھ کے مہر و ماہ سے
نذر دے تاریخ یہ لکھکر جلیل — ایک انگوٹھی ہاتھ آئی شاہ سے

۱۳۳۱ھ

تاریخ عطائے جامہ وار

مرحمت فرما کے مجھکو جامہ وار — آصفِ سابع نے عزت کی عطا
با ادب کر عرض یہ مصرع جلیل — شاہ نے تشریفِ دولت کی عطا

۱۹۱۳ء

قطعۂ تاریخِ عثمان ساگر

آج سرکار کی آمد جو لبِ ساحل ہے — شوق سے ماہیِ بے آب ہر اک کا دل ہے
دلِ انسان کا تلاطم تو کوئی بات نہین — لطف یہ ہے کہ ہر اک موج رگِ بسمل ہے
چشمِ بد دور سواری کا تو عالم دیکھو — یوسفِ مصرِ حکومت کا یہی محمل ہے
پار بیڑا جو غریبون کا لگا دیتا ہے — یہ وہی بحرِ عطا ہے یہ وہی عادل ہے
عکس پڑنے سے دوبالا ہے تجلّی کی بہار — مہرِ خشکی یہ ہے پانی مین مہِ کامل ہے
اِسی تالاب کے پانی کو سُنا یہ کہتے — آبرو جو مجھے حاصل ہے کسے حاصل ہے
اِسی تالاب کے پانی مین یہ دیکھی تاثیر — آبِ حیوان ہے مگر بہرِ عدو قاتل ہے
سنگِ بنیاد کی تاریخ یہ اچھّی ہے جلیل — موج زن چشمۂ فیضِ شہِ دریا دل ہے

سنہ ۱۹۱۳ء

دیگر

جلوہ افروز ہین تالاب پہ سرکار اِدھر — ہے اُدھر جوش پہ بحرِ کرمِ باری آج
سنگِ بنیاد جو رکھّا تو ندا آئی جلیل — دیکھنا چشمۂ رحمت یہ ہوا جاری آج

سنہ ۱۳۳۱ھ

۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء

قطعۂ تاریخ جشنِ سالگرہ مبارک

خوشی میں عیش میں رونق میں سرفرازی میں
جلیل آج یگانہ ہے شہ کی سالگرہ
ادب کے ساتھ یہ دے نذر مصرعِ تاریخ
گرہ کشائے زمانہ ہے شہ کی سالگرہ
۱۳۳۲ء

قطعۂ تاریخ شکارِ شیر

آصفِ سابع نے مارا شیر آج
ایسے ہی شاہوں کو ہے زیبا شکار
اک ملا تاریخ کا مصرع جلیل
شیر افگن نے کیا پہلا شکار
۱۳۳۲ھ

دیگر

ہمت شہ سے ہوا کشتہ جو شیر
ہاتھ چومے بڑھ کے استقلال نے
نذر دے تاریخ لکھ کر اے جلیل
شیر مارا شاہِ نیک اقبال نے
۱۳۳۲ھ

دیگر

دوسرے دن جو آصفِ جمجاہ — بہرِ شیر افگنی سوار ہوا
چتر بن کر سرِ ہمایون پر — سایۂ شیرِ کردگار ہوا
ناگہان ضیغمِ قوی ہیکل — شیرِ دل شاہ سے دوچار ہوا
تن کے چلنا غرور سے اُس کا — طبعِ اقدس کو ناگوار ہوا
پہلے اُس پر پڑی غضب کی نگاہ — تیر گویا جگر کے پار ہوا
پھر چلی شہ کی بے خطا بندوق — زخمِ کاری گلے کا ہار ہوا
خاک و خون مین وہ اس قدر تڑپا — دامنِ دشت لالہ زار ہوا
شور اُٹھا یہ جان نثارون مین — شیر بھی شاہ پر نثار ہوا
ہر فدائی ہوا خوشی سے نہال — سب سے بڑھ کر جلیلِ زار ہوا

آ گیا ایک لب پہ مصرعِ سال
دوسرا شیر بھی شکار ہوا

سنہ ۱۳۳۲ھ

دیگر

سلامت رستم دوران الٰہی
کیا اس شیر نے شیروں کو بھی زیر

جلیلؔ اس فتح کی تاریخ لکھو
شہِ عالی ہمم نے مارے دو شیر
۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ عطائے کمخاب

طاقہ کمخابِ زریں یافتم
ذرّہ بودم مہر آسا تافتم

سالِ این لطف و عطا کز شاہ شد
داد خلعت آصفِ جمجاہ۔ شد
۱۳۳۲ھ

سنہ ۱۳۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۹۱۵ عیسوی

مبارکبادِ جشنِ سالگرہ مبارک

جشن پر جشن منانا ہو مبارک تم کو
بخت و دولت کا زمانا ہو مبارک تم کو

تختِ شاہی پہ قدم فرق پہ تاجِ اقبال
شان و شوکت یہ سہانا ہو مبارک تم کو

اے کماندارِ حکومت شہِ قادر انداز — دلِ دشمن کا نشانا ہو مبارک تم کو
بزمِ شاہی مین دکن مین چمنِ عالم مین — عیش کا رنگ جمانا ہو مبارک تم کو
جسنے اقلیمِ سخاوت کا تمھین شاہ کیا — اُس کی رحمت کا خزانا ہو مبارک تم کو
گوشِ اعدا کو سزا وار صدائے ماتم — فتح و نصرت کا ترانا ہو مبارک تم کو

مجھ سے کہتے ہین مرے طالعِ بیدار جلیل
شاہِ عثمان کا زمانا ہو مبارک تم کو

قطعۂ تاریخِ جشنِ مذکور

منا رہے ہین شہِ نامدار سالگرہ — لُٹا رہی ہے دُرِ شاہوار سالگرہ

زبان پہ مصرعِ تاریخ بے بہا آیا
مبارک اے شہِ عالی وقار سالگرہ

۱۳۳۳ھ

قطعۂ تہنیت تقریب ختنہ شہزادگان بلند اقبال نواب میر جہانگیر علیخان بہادر

و نواب میر شجاعت علیخان بہادر دام عمرہما و اقبالہما

کیا سرور افزا ہے شہزادوں کی تقریب سعید — آج فرحت سے جلیل اپنا کلیجا بڑھ گیا
جیسے گل لینے سے بڑھ جاتی ہے رونق شمع کی — ویسے ہی ختنے سے شہزادوں کا جلوا بڑھ گیا

قطعۂ تاریخ تقریب مذکور

ہوا شاہ کے نونہالوں کا ختنہ — یہ شادی مبارک یہ جلسہ مبارک
جلیل آج برجستہ فکر سخن ہو — لکھو سال ختنہ - یہ ختنہ مبارک

سنہ ۱۳۲۳ھ

قطعۂ تہنیت جشن تقریب مذکور

خوشی محفل میں ہے نئے رنگ کا دربار ہے آج — شمع اقبال سے روشن در و دیوار ہے آج

دل مین راحت کے سوا رنج نہ آنے پائے　　پاسبانی کے لئے طالع بیدار ہے آج
کشتِ اُمید کسی کی نہ رہیگی بے آب　　دامنِ شاہِ دکن ابرِ گہربار ہے آج
پرتوِ شہ سے عجب شان ہے شہزادون کی　　چاند سورج کی کرن طرّہ دستار ہے آج
حسنِ یوسف کے سزاوار یہی دونون ہین　　جن سے گلزارِ دکن مصر کا بازار ہے آج
شاہ و شہزادہ ذیجاہ ہین شاد جلیل
ہر دعاگو کی زبان پر یہی ہر بار ہے آج

درمدحِ شہزادگان بلند اقبال نواب میر حمایت علی خان بہادر و نواب میر شجاعت علی خان بہادر زاد عمرہما و اقبالہما

شہزادہ اوّل کو حمایت ہے علیؓ کی　　شہزادہ ثانی مین شجاعت ہے علیؓ کی
دونون کو یہ دو وصف خدا داد ملے ہین　　صورت تو ہے عثمانؓ کی سیرت ہے علیؓ کی

دیگر

یہ آنکھوں کے ہیں تارے ماہ پیکر ایسے ہوتے ہیں
عروج بخت کہتا ہے سکندر ایسے ہوتے ہیں

دکھا کر شاہزادوں کو فلک سے ہم یہ کہدینگے
سپہر دولت و حشمت کے اختر ایسے ہوتے ہیں

ابھی سے آصفی تیور عیاں ہیں چشم و ابرو سے
خدا رکھّے دلاور کے دلاور ایسے ہوتے ہیں

بلائیں لیکے مکھڑے کی نسیم صبح کہتی ہے
گلستانِ مسرّت کے گلِ تر ایسے ہوتے ہیں

زمیں ہے سرخرو ان سے، فلک کی آبرو ان سے
زمانے میں ہے چرچا لعل و گوہر ایسے ہوتے ہیں

یہ ہیں روشن گہر شکر جو بحرِ جود و احسان ہے
کیا سیراب عالم کو سمندر ایسے ہوتے ہیں

ترحّم شاہ کا دیکھا ہے جس نے وہ یہ کہتا ہے
کہ مردانِ خدا اللہ اکبر ایسے ہوتے ہیں

یہ مانا والیانِ ملک ہوتے ہین کرم والے
مگر جیسے شہِ عثمان ہین کمتر ایسے ہوتے ہین

کہو حاتم سے جو دریا دلی پر ناز کرتا ہے
محیطِ جود و ہمت کے شناور ایسے ہوتے ہین

فراست ناز کرتی ہے فلاطون اِسکو کہتے ہین
شجاعت داد دیتی ہے غضنفر ایسے ہوتے ہین

کہو کسریٰ و قیصر سے کہو دارا و سنجر سے
جری۔ فیّاض۔ عادل۔ بندہ پرور ایسے ہوتے ہین

عدو ترسان فلک لرزان اِسے دھڑکا اُسے سکتا
ذرا دیکھے کوئی شیرون کے تیور ایسے ہوتے ہین

کلامِ خسروی افسون ہے جادو ہے قیامت ہے
سخن خود بول اُٹھتا ہے سخنور ایسے ہوتے ہین

جو سُنتا ہے تڑپتا ہے جو پڑھتا ہے پھڑکتا ہے
نہ خنجر ایسے ہوتے ہین نہ نشتر ایسے ہوتے ہین

الٰہی تیرے تا ماہی رواں ہو سکّۂ شاہی
کہیں سب بادشاہ ہفت کشور ایسے ہوتے ہیں

قطعۂ تہنیت گلپوشی شہزادگان موصوف زاد عمرہما و اقبالہما

آج گھر گھر چمنِ خلد کا سامان دیکھا
جسکو دیکھا صفتِ گل اُسے خنداں دیکھا

منتظر شاہدِ مقصود کا تھا دل اپنا
آج دونوں کو بہم دست و گریباں دیکھا

نشۂ عیش سے خالی نہیں محفل میں کوئی
انتہا یہ ہے کہ ساغر کو بھی رقصاں دیکھا

شکر دو لعل گرانمایہ جو گلپوش ہوے
اپنی رنگت پہ ہر اک پھول کو نازاں دیکھا

چشمِ بد دور عجب نور ہے شہزادوں پہ
اس کو خورشید تو اُسکو مہِ تاباں دیکھا

چشم و ابرو سے عیاں کیوں نہو جوہر اُنکا
اُس کے یہ لعل ہیں جسکو گہر افشاں دیکھا

شوکت و جاہ کو اقبال کو دولت کو جلیل
سبکو سرکار پہ ہوتے ہوے قرباں دیکھا

قطعۂ تاریخِ تقریبِ مذکور

آج اُس شاہ کے پیارے ہوئے گلپوش جلیل | جو عطا پاش ہے مشہور خطا پوشی مین
تم وہ تاریخ لکھو جسکا ہو انداز جُدا | گُل کھلے عیش کے شہزادون کی گلپوشی مین

۱۳۳۳ھ

قطعۂ تاریخِ عطائے شملہ

شملۂ زرّین عطا فرما کے ازراہِ کرم | تو نے شاہا سربلندی کا مجھے رتبہ دیا
مصرعِ تاریخ لکھکر پیش کرتا ہے جلیل | سرفراز آصف نے مجکو آج شملے سے کیا

۱۳۳۳ھ

قطعۂ تاریخِ عطائے جامہ وار

خلعت اُس شاہ نے دیا مجکو | قدردانی مین جو ہے لاثانی
فکر نکلا یہ مصرعِ تاریخ | اے خوشا جامہ وارِ سلطانی

۱۳۳۳ھ

تاریخ عطاے کمخاب

کیا شان میرے ظلِ خدا کی ہے آج | شہرت کرم و جود و عطا کی ہے آج
تاریخ ہے اِس خلعت شاہی کی جلیل | سرکار نے کمخاب عطا کی ہے آج

۱۳۳۳ھ

شکریہ عطاے انبہ

فدوی کو شاہ نے جو کیا آم سے نہال | یہ جان نثارِ خاص ہوا سُرخرو کمال
نایاب آم لُطف ہوے رنگ رنگ کے | کوئی ہے زرد کوئی ہرا کچھ ہین لال لال
ممکن نہین زبان سے تعریف ہو سکے | رنگت مین بےنظیر ہین لذت مین بےمثال
شیرین سوا ہے شیرۂ جان سے ہر ایک پھل | خوش رنگ و خوش شگوار خوش انداز و خوش جمال
خوشبو وہ ہے کہ سونگھ لے اِنکو اگر مریض | ہو جائے فضلِ حق سے طبیعت ابھی بحال
مُنھ مین جو بلبل کے ہون زبانین اگر ہزار | اس مرحمت کا شکر ادا ہو یہ ہے محال

رکھے خدا حضور کو سرسبز و سُرخرو

احباب سر بلند ہون بدخواہ پائمال

(قطعۂ تہنیت شکارِ آہو)

زہے نصیب ہرن کے کہ اک اشارے مین شکار ہو کے مرے شاہ پر نثار ہوا
ہرن تو خیر ہرن ہے یہان ہر ایک بشر خدنگِ لطف و عنایات کا شکار ہوا

قطعۂ تہنیت جشنِ سالگرہ شہزادہ بلند اقبال نواب حیدر یار علیخان بہادر

(زاد عمرہ و اقبالہ)

آج سرکار مین وہ انجمن آرائی ہے کہ فلک دیدۂ انجم سے تماشائی ہے
کون حاضر نہوا جشن منانے کیلیے دل مین آئی ہی خوشی لب پہ دعا آئی ہے
نورِ عینِ شہِ آصف کی ہے یہ سالگرہ چشمِ بد دور جو سرِ دفترِ رعنائی ہے
شیشۂ و جام یہ کہتے ہین ہوا خواہون سے پھول پینے کا مزہ ہے کہ بہار آئی ہے
کسکو سودا ہے کہ پینے سے کریگا انکار ایسے موقع پہ کہ رحمت کی گھٹا چھائی ہے
کر دیا مست ترے شعر نے محفل کو جلیل کس مزے کی یہ مئے ساغرِ مینائی ہے

سنہ ۱۳۳۴ ہجری مطابق سنہ ۱۹۱۶ عیسوی

قطعۂ تاریخ افتتاحِ خلوتِ مبارک (ایوانِ دربار)

بارک اللہ آصفی دربار کیا دربار ہے — مجمعِ جاہ و حشم ہے مطلعِ انوار ہے
چاند ہے تارون مین یا دربار مین شاہِ دکن — یا گلستان مین بہار افزا گلِ بنجار ہے
دیدنی ہے آج خلوت مین جلوت کا سمان — نور کی چھت نور کے در نور کی دیوار ہے
یہ سجاوٹ یہ لطافت یہ نزاکت یہ بہار — دیکھنا خلوت محل ہے یا کوئی دلدار ہے
آصفِ سابع رہین یا رب ہمیشہ بامراد — جن کے فیضِ عام سے سارا جہان گلزار ہے

بادب کر عرض یہ تاریخ کا مصرعِ جلیل
کیا نیا ہے قصرِ شاہی کیا نیا دربار ہے

سنہ ۱۳۳۴ھ

قطعۂ تاریخ تہنیتِ دربار یادگارِ جلوسِ مبارک

شہا اقبال و دولت مین کوئی تیرا نہ ہمسر ہو — ترا دربان دارا ہو ترا طالع سکندر ہو
ترے دورِ حکومت مین جمے وہ رنگ عشرت کا — فلک کہتا رہے جس کو زمین پر دورِ ساغر ہو

عروسِ سلطنت نازاں رہے اپنی جوانی پر　　حشم کا، جاہ کا، اقبال کا سہرا ترے سر ہو
زہے شاہِ فلک رتبہ ترے دربارِ شاہانہ　　ستارے اپنے قرباں ہوں۔ قمر اس پر نچھاور ہو
الٰہی تو نگہبان میر عثمان علی خاں کا　　نگہبان تیرے بندوں کا یہ شاہِ بندہ پرور ہو
جگر ہوتے رہیں ٹکڑے بقولِ ذوق اعدا کے　　تری شمشیرِ جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو

جلیل اس جشن کی تاریخ کیا نایاب نکلی ہے
یہ آصف جاہِ سابع تاجدارِ ہفت کشور ہو

۱۹۱۶ء

قطعۂ تاریخِ جشنِ سالگرہ مبارک

جو تشنہ کام تھے وہ آج ہو گئے سیراب　　جلیل چشمۂ رحمت ہے شہ کی سالگرہ
اٹھا جو دستِ دعا ہاتھ آ گئی تاریخ　　کلیدِ گنجِ سعادت ہے شہ کی سالگرہ

۱۳۳۴ھ

قطعۂ تاریخِ تہنیتِ دربارِ سالگرہ مبارک

ہو مبارک شہِ عثماں علیخاں جمجاہ　　یہ شہانہ تری محفل یہ سہانا دربار
نذر کے واسطے لایا ہے یہ تاریخ جلیل　　ہے عجب عقدہ کُشا سالگرہ کا دربار

۱۳۳۴ھ

قطعۂ تاریخ جشنِ کتخدائی ہمشیرگانِ بندگانِ عالی متعالی

مدظلہ العالی

کتخدائی آج ہے ہمشیرگانِ شاہ کی — کیا مبارک جشن ہے کیا انجمن ہے لاجواب
رنگ ہے کچھ اور ہی دربارِ گوہر بار کا — بحث و دولت ہین سلامی عیش و عشرت باریاب
پاک ہے ہر رسم بیجا سے یہ تقریبِ سعید — مرحبا اے حامیِ دین آصفِ گردون جناب
تو فلاطونِ زمان ہے تو ارسطوے جہان — کاملون ہین فردِ کامل عادلون مین انتخاب

سال اس تقریب کا نکلا ہے اچھا بہرِ نذر
آج ہین اک برج مین دو آفتاب و ماہتاب

سنہ ۱۳۲۴ھ

قطعۂ تاریخ جشنِ عیدِ سعید

دیکھنا سرکار مین کیا محفل آرائی ہے آج — عیش و عشرت ہمنشین ہین عید مجرائی ہے آج
وقت اسکا ہے کہ چھلکین بادہ عشرت کے جام — نور کی بارش ہے رحمت کی گھٹا چھائی ہے آج
کسقدر حیرت فزا یہ آصفی دربار ہے — خود تماشا بن گیا ہے جو تماشائی ہے آج
اے جلیل اک مصرعِ تاریخ نکلا لاجواب — شاہِ عثمان سے گلے ملنے کو عید آئی ہے آج

سنہ ۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ جشنِ عید اضحیٰ

شہ کو مبارک آج یہ عیدِ سعید ہو — گنجِ مُراد کی کفِ شہ مین کلید ہو
مین نے یہ سالِ عید نکالا ہے بے بہا — ہر شب شبِ برات ہو ہر روز عید ہو

سنہ ۱۹۱۶ء

قطعہ تہنیت جشنِ بسم اللہ خوانی شہزادہ نواب میر کاظم علیخان بہادر

زاد عمرہ و اقبالہ

نو بہارِ گلشنِ دولت کی بسم اللہ ہے — مرحبا کس شان کس شوکت کی بسم اللہ ہے
نونہالِ آصفِ سابع کی یہ تقریب ہے — نورِ عینِ آیہ رحمت کی بسم اللہ ہے
حرفِ با سے ابتدا ہی لفظِ بسم اللہ کی — اس سے ظاہر ہے بڑی برکت کی بسم اللہ ہے
کیا مبارک رسم ہے شہزادے کیلئے — فتح کا آغاز ہے نصرت کی بسم اللہ ہے

جسکے دم سے خانۂ دل عیش کا گھر ہے جلیل
یہ اسی سرمایۂ راحت کی بسم اللہ ہے

قطعۂ تاریخ تقریبِ مذکور

الٰہی نورِ چشمِ شاہ پر چشمِ عنایت ہو — اسے علم و فضیلت میں زمانے پر فضیلت ہو
اُٹھے دو ہاتھ جب بہرِ دعا تاریخ ہاتھ آئی — یہ شہزادے کی بسم اللہ کلیدِ گنجِ رحمت ہو
۱۳۳۴ھ

قطعۂ تاریخِ جشنِ کتخدائی ہمشیرۂ بندگانِ عالی متعالی مد ظلہ العالی

ذی حشم نوشاہ ہے ہمشیرِ سلطان ہے عروس — چشمِ بد دور آج یہ لعل و گہر ہیں ایک جا
مصرعِ تاریخ بھی ہے خوب و شان اجلیل — بارک اللہ دو ستارے جلوہ گر ہیں ایک جا
۱۳۳۴ھ

سنہ ۱۳۳۵ھ مطابق سنہ ۱۳۲۶ ف و سنہ ۱۹۱۷ء

قطعۂ تاریخ جشنِ سالگرہ ولیعہد نواب میر حمایت علی خان بہادر

زاد عمرہٗ واقبالہ

شہزادے کو جشن مبارک ہو اے جلیل — سایہ رسول کا ہو حمایت علیؑ کی ہو

تاریخ نذر دے کوئی اچھی نکال کر — یارب دراز عمر حمایت علی کی ہو

۱۳۳۶ ف

قصیدۂ تہنیت بتقریب مذکور

بحمد اللہ مسرت پر مسرت ہوتی جاتی ہے

مُرادیں مل رہی ہیں دل کو قوت ہوتی جاتی ہے

گلے مل مل کے کہتی ہے خوشی درباروالوں سے

تمھیں ہم سے۔ ہمیں تم سے محبت ہوتی جاتی ہے

چمن میں عیش و عشرت کے شگوفے کھلتے جاتے ہیں

دکن میں بارشِ بارانِ رحمت ہوتی جاتی ہے

سُہانا وقت ہے۔ ٹھنڈی ہوا ہے۔ موسمِ گُل ہے
جنابِ شیخ کو پینے کی رغبت ہوتی جاتی ہے

شبِ غم کے ستائے آج خوش ہو ہو کے کہتے ہین
سحر طالع ہوئی۔ بیدار قسمت ہوتی جاتی ہے

یہی تو دن ہے نورُالعینِ عثمان کی ولادت کا
یہی تو بات ہے جو ست خلقت ہوتی جاتی ہے

امیرانِ ریاست کیا۔ ملازم کیا۔ رعایا کیا
خدائی بھر شریکِ بزمِ عشرت ہوتی جاتی ہے

سمائینگے یہ مہمان یاالٰہی کون سے گھر مین
خوشی کی عیش کی۔ راحت کی کثرت ہوتی جاتی ہے

دلون مین لوگ دیتے ہین جگہ اس ماہ پارے کو
زبانون سے دعائے عمر و دولت ہوتی جاتی ہے

سکندر سے کہو دیکھے ذرا اس خوش نصیبی کو
فدا اقبال۔ صدقے شان و شوکت ہوتی جاتی ہے

ترقی پر ترقی ہو مبارک تم کو شہزادے
تمھارے دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی جاتی ہے

جبین پر دیکھکر روشن ستارہ ارجمندی کا
ہوا خواہون مین داخل فتح و نصرت ہوتی جاتی ہے

ذرا بڑھنے تو دو تسخیر کرلین گے زمانے کو
ابھی سے چارسو عالم مین شہرت ہوتی جاتی ہے

یہ جیسے جیسے کرتے ہین ترقی شہ کے سائے مین
تصدق دست و بازو پر شجاعت ہوتی جاتی ہے

رہین گے شاہ کی صورت فلاطونِ زمان ہوکر
نمایان چشم و ابرو سے فراست ہوتی جاتی ہے

رہینگے فضلِ حق سے کامگار و کامران ہوکر
کہ تیور سے عیان شانِ حکومت ہوتی جاتی ہے

الٰہی یہ خوشی کا دن مبارک شاہِ عثمان کو
مسیحائے جہان جنکی عنایت ہوتی جاتی ہے

نمکخوارانِ سلطانی کی گنتی ہو نہین سکتی،
کہ دُنیا آپ کی مرہونِ منت ہوتی جاتی ہے
نظر اسپر نہین ہوتی کہ کوئی ہاتھ پھیلائے
سخاوت کے ہین شیدائی سخاوت ہوتی جاتی ہے
غریبون کی خبر لینا شریرون کو سزا دینا
ریاست کرتے جاتے ہین سیاست ہوتی جاتی ہے
دُعا ہو یا ثنا ہم سے نہ چھوٹی ہے نہ چھوٹے گی
ہمیشہ جس طرح ہوتی تھی حضرت ہوتی جاتی ہے
جلیل اللہ آصف کو ہمیشہ عیش مین رکھے
زمانے مین خوشی جنکی بدولت ہوتی جاتی ہے

قطعۂ تاریخ تعمیر دربار ہال واقع باغ عام

فردوس کا چمن ہے کہ دربار ہال ہے — یا جلوہ گر کوئی صنم خوش جمال ہے
دربار کی بہار ہے شہ کے جلوس سے — جسکے کرم سے گلشنِ عالم نہال ہے

کس منھ سے مدح آصف سابع کی ہو سکے
فیاض ہے کریم ہے دریا نوال ہے
بانی ہیں اجگان دکن اس مکان کے
ساعی عماد جنگ عقیدت خصال ہے

موزون ہے خوب مصرع تاریخ اے جلیل
ایوان جشن سالگرہ بے مثال ہے
۱۳۳۵ھ

قطعہ تاریخ جشن سالگرہ مبارک

زمانہ فخر کرے کیوں نہ اپنی قسمت پر
جلیل آج ہے فخر زمن کی سالگرہ
ادا کے ساتھ ہوئی جلوہ گر نئی تاریخ
بہار عیش ہے شاہ دکن کی سالگرہ
۱۳۳۵ھ

سنہ ۱۳۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۹۱۸ء

قطعہ تاریخ جشن سالگرہ مبارک

زمانہ آج ہے سرشار جوش عشرت سے
شراب عیش پلاتی ہے شہ کی سالگرہ
جلیل مصرع تاریخ بے بدل نکلا
نئی بہار دکھاتی ہے شہ کی سالگرہ
سنہ ۱۳۳۶ھ

قطعۂ تہنیتِ جشنِ مذکور

مایۂ نازِ جہان آج ہے شاہی تیری — واہ کیا شان ہے لے ظلِّ الٰہی تیری
ہے حیاتِ اَبدی سارے زمانے کیلئے — اک نگاہِ کرم نا متناہی تیری
کیون مسلّم نہو شاہون مین تری یکتائی — بخت و اقبال بھی دیتے ہین گواہی تیری
کیون نہ جھنڈے مین ترے فتح کا میدان رہے — کہ مدد کرتی ہے تائیدِ الٰہی تیری
دشمنون کے یہ لبِ زخمِ جگر کہتے ہین — نیمچے سے نہین کم نیم نگاہی تیری
حکمرانی کا یہ انداز کسے آتا ہے — کشورِ دل مین بھی ہے شاہنشاہی تیری

یہ بھی سرکار کے قدمون کا تصدّق ہے جلیلؔ
خوش نصیبی نے رفاقت جو نباہی تیری

سنہ ۱۳۳۷ھ مطابق سنہ ۱۹۱۹ء

قطعۂ تاریخ سالگرہ مبارک

نثار کیون نہ زمانہ ہو مثل پروانہ — کہ شمع بزم جہان ہے یہ شہ کی سالگرہ
ادا نکلتی ہے تاریخ مین بھی خوب جلیل — بہار گلشن جان ہے یہ شہ کی سالگرہ

سنہ ۱۳۳۷ھ

قطعۂ تہنیت جشن عید سعید

مژدہ دیتی ہے صبا آصف دوران تمکو
عید کا جشن مبارک شہ عثمان تمکو
سکۂ مہر و وفا دست ادب پر رکھکر
نذر دیتے ہین زمانے کے مسلمان تم کو
باغ عالم مین ملا ہے گل و بلبل کی طرح
لب فریاد عدو کو۔ لب خندان تم کو

کلکِ قدرت نے لکھا ہے ورقِ ہستی پر
مرکزِ دولت و سر حلقۂ شاہان تمکو
یہ حکومت۔ یہ فتوت۔ یہ جلالت۔ یہ شکوہ
آن زیبا ہے تمھین۔ شان ہے شایان تم کو
ہوگیا فرطِ خجالت سے وہ پانی پانی
ابرِ نیسان نے جو دیکھا گہر افشان تم کو
جاہ و حشمت نے دیا اہلِ نظر کو دھوکا
تم ہو آصف وہ سمجھتے ہین سلیمان تم کو
خلق پر خالقِ عالم کی عنایت دیکھو
اپنے بندون کا بنایا ہے نگہبان تم کو
رنگ وہ ہے کہ سزاوار ہے کہنا شاہا
نو بہارِ چمنِ عالمِ امکان تم کو
دے چکی ہے لقب خاص زبانِ اسلام
محیِ ملت و دین، حامیِ ایمان تم کو

ہوگیا زندہ پھر اعجاز مسیحائی کا
دے دیا حق نے ہر اک درد کا درمان تم کو

ہو کے سیراب ہر اک تشنہ جگر کہتا ہے
چشمۂ جود و کرم ، منبع احسان تم کو

آرزو شاہد مقصد سے ہم آغوش رہے
رہ نہ جائے کوئی حسرت ۔ کوئی ارمان تم کو

سلطنت دی ہے تمھین آصف سابع جس نے
ہفت اقلیم کا کر دے وہی سلطان تم کو

روز نوروز کا ہو جشن ہوا خواہوں مین
شاد ہوتے رہین سب دیکھ کے شادان تم کو

مدح سرکار مین تم ہو جو سخن سنج جلیل
آفرین کہتے ہین سن سن کے سخندان تم کو

(قطعهٔ تاریخ تعمیر کوره تالاب خلد آباد)

بعهدِ آصفِ سابع که نامش — به شیرینی بہ از قند و نبات است
بنا شد کوره تالابے که گوئی — جوابِ دجله و رشکِ فرات است
مصفّا روح پرور سرد و شیرین — تعالی اللہ چه آبِ خوش صفات است

جلیل از بهرِ تاریخش رقم زد
که این هم چشمهٔ آبِ حیات است
۱۳۳۶ھ

(قطعهٔ تاریخ تعمیرِ تالابِ شاہِ خاکسار خلد آباد)

بن گیا تالابِ شاہِ خاکسار — کس زبان سے ہو سپاس ایزدی
اسکا پانی ہے وہ جاں بخش ولطیف — جسپہ مرتے ہیں مسیحؑ و خضرؑ بھی
یہ بھی ہے اک یادگارِ جاودان — شاہِ عثمان آصفِ ذیجاہ کی

مصرعِ تاریخ ہے موزون جلیل
بحرِ مواجِ فیوضِ آصفی
۱۳۳۷ھ

سنہ ۱۳۳۸ ہجری مطابق سنہ ۱۹۲۰ عیسوی

(قطعۂ تاریخ تعمیر جامن تالاب خلد آباد)

بنکے تیار ہوا آج یہ جامن تالاب — لطف و جود و کرم و فیض کا دریا ہے یہ
تشنہ کاموں کو ملی اس سے حیات تازہ — کیون نہ ہو شور یہ ہر سو کہ مسیحا ہے یہ
خیر جاری یہ ہوئی عہد شہ عثمان مین — جسکے احسان کا ادنی سا نمونہ ہے یہ

کس قدر صاف ہے مصرع تاریخ جلیل
خلد آباد کا تالاب مصفا ہے یہ

سنہ ۱۳۳۸ھ

(قصیدۂ تہنیت سالگرہ مبارک)

بارک اللہ آج گلشن کی ہوا کچھ اور ہے
ہے وہی بلبل کا نغمہ پر مزا کچھ اور ہے
رنگ و بو مین تازگی ایسی خدا کی شان ہے
بوئے گل کچھ اور ہے رنگ حنا کچھ اور ہے

نازسے رُکنا کبھی۔ شوخی سے بڑھ چلنا کبھی
آج تیری چال اے بادِ صبا کچھ اور ہے

یون تو جلسے عیش کے ہر روز ہوتے ہین یہان
آج کے جلسے کا چرچا جا بجا کچھ اور ہے

آج سینے مین مسرت سے ہے دل بے اختیار
آج کانون مین نویدِ جانفزا کچھ اور ہے

آج بے مانگے مُرادین مل رہی ہین غیب سے
آج گلیون مین فقیرون کی صدا کچھ اور ہے

ہو مبارک یہ گرہ کا جشن آصفجاہ کو
آج شانِ آصفی نامِ خدا کچھ اور ہے

مرحبا کیا ٹھاٹھ ہین۔ کیا رعب ہے۔ کیا آن بان
کہتے ہین تیور یہ شاہانہ ادا کچھ اور ہے

آنکھ پڑتی ہے جو شہ پر دل سے آتی ہے صدا
مین تصدق یہ جمالِ دلربا کچھ اور ہے

سیرِ گل سے قلب کو تفریح ہوتی ہے مگر
روئے رنگین کی بہارِ جانفزا کچھ اور ہے

جلوہ آرا ہے جو خورشیدِ سپہرِ سروری
چشمِ بد دور آج آنکھون مین ضیا کچھ اور ہے

اِن کے سائے مین رعایا پھولتی پھلتی رہے
جنکے دم سے باغِ عالم کی فضا کچھ اور ہے

سایۂ بالِ ہُما ہے قدر کے قابل مگر
حق تو یہ ہے سایۂ ظلِّ خُدا کچھ اور ہے

دستِ ہمّت سے عطا کرتے ہین جب گنجِ مُراد
پوچھ لیتی ہین نگاہین مدّعا کچھ اور ہے

تھے جو حاتم کے ثنا خوان وہ بھی کہتے ہین یہی
یہ عطا - یہ فیض - یہ جود و سخا کچھ اور ہے

ابرِ دامانِ کرم برسا رہا ہے سیم و زر
ہم نے دیکھی ہین گھٹائین یہ گھٹا کچھ اور ہے

طبعِ روشن پر ہے آئینہ ہر اک رازِ نہان
یہ صفائی - یہ لطافت - یہ جلا کچھ اور ہے

آصفِ سابع کو عمرِ خضر ہو یارب نصیب
اِس سے اچھی کیا دُعا گو کی دعا کچھ اور ہے

تجھ سے ممکن ہے کہان مدح و ثنا لکھنا جلیل
شاہِ آصفجاہ کی مدح و ثنا کچھ اور ہے

قطعہ تاریخِ ولادتِ شہزادۂ نواب میر افتخار علیخان بہادر زاد عمرہٗ و اقبالہ

شُکر ہے باغِ دہر مین پیدا
شاہِ عثمان کا نونہال ہُوا

گُلِ مقصود افتخارِ علی
جس سے سارا جہان نہال ہُوا

یہی عالی گہر وہ ہے جسپر
صدقے گوہر نثار لال ہُوا

فکرِ تاریخ کی جو مین نے جلیل
مایۂ افتخار - سال ہُوا

سنہ ۱۳۳۸ھ

سنہ ۱۳۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۹۲۱ عیسوی

قصیدۂ تہنیتِ جشنِ سالگرہ مبارک

ترانہ سنجیِ بلبل سے آشکار ہے آج — کہ جلوہ ریزِ چمن شاہدِ بہار ہے آج
شکستہ ہو کے یہ کہتی ہے توبۂ زاہد — صدائے قلقلِ مینا جگر کے پار ہے آج
چمن نہین ہے مرقع ہے خوش جمالون کا — جو گل ہے آئینۂ صورتِ نگار ہے آج
بنوش بادہ و در عیش کوش و مستی کن — ربابِ چنگ و دف و نَے کی یہ پکار ہے آج
غریقِ دورِ مسلسل ہین بادہ کش ایسے — کہ فکرِ ہوش نہ اندیشۂ خمار ہے آج
گہر سے بھر دئے دامان و جیبِ گلشن کے — سخی کا دستِ کرم ابرِ نوبہار ہے آج
نصیبِ سبزۂ خفتہ کے کیون نہون بیدار — عروسِ بادِ بہاری سے ہمکنار ہے آج
عجیب رنگ دکھایا ہے جوشِ صہبا نے — کہ ایک قطرۂ مے بحرِ بیکنار ہے آج
زبانِ حال سے کہتی ہے شہ کی سالگرہ — کہ مجھ پہ عیش و مسرت کا انحصار ہے آج
مئے نشاط کی سرخی ہے سب کے چہرون پہ — کھلا ہوا سرِ دربار لالہ زار ہے آج
مبارک اُسکو الٰہی یہ جشنِ سالگرہ — جو سرزمینِ دکن پر فلک وقار ہے آج
جہان پناہ سلیمان شکوہ آصفجاہ — تمام خلقِ خدا جسکی جان نثار ہے آج

نگاہِ لطف نے کسکو نہیں کیا تسخیر ہُمائے بخت اسی تیر کا شکار ہے آج
یہ معدلت۔ یہ حکومت۔ یہ حکمت و تدبیر خلاصہ یہ ہے کہ یکتائے روزگار ہے آج

ہزار سال ہو شاہِ دکن کی سالگرہ
دُعا جلیل کے لب پر یہ بار بار ہے آج

قطعۂ تاریخ تقریبِ مذکور

شہِ دکن کو مبارک بہارِ سالگرہ سرورِ جان ہو مئے خوشگوارِ سالگرہ
پڑھو جلیل بہ آوازِ مصرعِ تاریخ الٰہی تا بابد ہو شمارِ سالگرہ
۱۳۲۹ھ

قطعۂ تاریخ جشنِ کتخدائی اعلیحضرت حضور پُرنور بعالی جناب مظہر النساء بیگم صاحبہ مدظلہا

عقدِ نوشہ کو مبارک ہو جنھیں حق نے کیا مہرِ دولت۔ مہ اقبال سعیدِ کونین
آج دو مل گئے باہم تو کہا میں نے جلیل اے فلک دیکھ اسے کہتے ہیں قران السعدین
۱۳۲۹ھ

قطعۂ تہنیت عید اضحیٰ

رونق فزا حضور ہیں دربارِ عید میں — دورِ مئے قدیم ہے عیشِ جدید ہے
ساقی لنڈھا رہا ہے خم و شیشۂ و سبو — مستوں کے لب پہ نعرۂ ہل من مزید ہے

دیگر

عیش کا دن ہے مسرت کی فراوانی ہے — سرِ آصف پہ سجا "تاجِ سلیمانی" ہے
آج ہے خنجرِ غم اور گلوئے دشمن — عیدِ قرباں ہیں نئے رنگ کی قربانی ہے

دیگر

عینِ عثمان سے ہوئی عید کی عشرت پیدا
حرفِ ثا سے ثمرِ نخلِ سعادت پیدا
میم نے مظہرِ اقبال و کمال و اجلال
اوج الف سے ہے عیاں ۔ نون سے نصرت پیدا

دیگر

عید آئی ہے جہان خرم و شادان ہو جائے — ہر زبان حمدِ خدا مین گہر افشان ہو جائے
آج قربانی و حج کا جسے لینا ہو ثواب — گرد پھر پھر کے وہ سرکار پہ قربان ہو جائے

تہنیت خطاب سلطان العلوم

بارک اللہ کھلا ہے چمنستان کیسا — لب ہر غنچہ ہے قدرت کا ثنا خوان کیسا
اے زہے جوشِ بہاران کہ صبا کا جھونکا — مثل گلچین ہے گلِ عیش بدامان کیسا
زخمہ زن تارِ رگِ گل پہ ہے گلزار مین آج — دمبدم زمزمۂ مرغ خوش الحان کیسا
فرش سبزے کا زمین پر جو زمرد گون ہے — اُس پہ شبنم سے فلک ہے گہر افشان کیسا
چال مستانہ جو چلتی ہے نسیم سحری — جھومتا وجد مین ہے نخلِ گلستان کیسا
خندۂ گل مین ہوے جاتے ہین غنچے بھی شریک — دیکھنا رنگِ تبسم ہے نمایان کیسا
بزمِ شاہی کا دکھاتا ہے سمان آنکھون کو — جلوۂ سرو و گل و لالہ و ریحان کیسا
دیکھیے رنگِ طرب آج کہ جامِ صہبا — نغمۂ قلقلِ مینا پہ ہے رقصان کیسا

کہتی ہے شانِ جلالت کہ ہے حشمت پیم بدو — جلوہ گر شکل میں آصف کے سلیمان کیسا
دست بستہ امرا گردِ سریرِ شاہی — مہِ کامل ہے ستاروں میں درخشان کیسا
علما نے جو کہا شاہ کو سلطانِ علوم — یہ لقب اپنی سعادت پہ ہے نازان کیسا
مرضِ جہل کا اِس دور میں شکوہ نہ رہا — دردمندوں کو ملا عیسیِ دوران کیسا
خضر بھی کہتے ہیں یہ غرقِ تحیّر ہوکر — موجیں لیتا ہے یہاں چشمۂ حیوان کیسا
اب کہ ہیں سکّہ زنِ ملکِ معانی عثمان — ذکرِ خاقانی و فردوسی و سحبان کیسا
شاعری کو ہے یہ نازش کہ ملا ہے مجکو — سخن آرا و سخن سنج و سخندان کیسا
فکرِ عالی کا۔ بلاغت کا۔ سخنگوئی کا — غلغلہ ہند سے تا بہ صفاہان کیسا

شاہِ ذیجاہ سلامت رہیں تا حشر جلیل
ملک و ملت کو ملا ہے یہ نگہبان کیسا

سنہ ۱۳۴۱ہجری مطابق سنہ ۱۹۲۲عیسوی

قطعۂ تہنیت جشنِ سالگرہ مُبارک

یہ جشن وہ ہے جو لاکھوں مین انتخاب ہے آج
یہ اُس کی سالگرہ ہے جو آفتاب ہے آج

بہارِ ساقیِ گلفام بنکے آئی ہے
چمن مین ہر گلِ تر ساغرِ شراب ہے آج

مچل مچل کے نظر کہہ رہی ہے آنکھون مین
کہ روئے شاہدِ مقصود بے نقاب ہے آج

شہِ دکن کے ہے سر عزّ و جاہ کا سہرا
عروسِ دولت و اقبال کا شباب ہے آج

سحر ہے عارضِ دلدار کی اگر تصویر
تو شام گیسوئے شبرنگ کا جواب ہے آج

وفا شعار ہین سرشارِ جامِ عشرت سے
عدو تپیدہ صد برقِ اضطراب ہے آج

خوشی کا عیش کا عشرت کا کیا ہو اندازہ
کہ بے شمار ہے۔ بیحد ہے بیحساب ہے آج

گہرفشانی دستِ عطائے سلطان سے
عرق عرق ہے گھٹا بحرِ آب آب ہے آج

یہ ہیں جہان میں وہ ظلِّ خُدا۔ خُدا رکھے
تمام خلقِ خدا جن سے فیضیاب ہے آج

دراز رشتۂ عمرِ شہ دکن ہو جلیل
دعا یہ بارگہِ حق میں مستجاب ہے آج

قطعۂ تاریخِ تقریبِ مذکور

منا رہے ہیں شہِ نامدار سالگرہ
دکھا رہی ہے نرالی بہار سالگرہ

جلیل مصرعِ تاریخ کیا ملا زیبا
ہزاروں سال ہو پروردگار سالگرہ

سنہ ۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ تالاب شاہ درہ ضلع اورنگ آباد

اثر یہ دورِ عثمانی کا دیکھو — کہ بندوں پر ہے کیا کیا فضل باری

ہوا تالاب ایسا موجزن آج — کہ خلقت ہوگئی سیراب ساری

رہی تشنہ نہ کوئی کشتِ امید — ہوئی یہ بارشِ ابرِ بہاری

جلیل اس آبِ شیریں کی ہے تاریخ

کہ گویا چشمۂ کوثر ہے جاری

۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ تالاب قتلغ خاں ضلع اورنگ آباد

عہد دولت میں شہِ عثماں کے جنکے فیض کا — شکر کرنا ہے فریضہ ہر زبان کے واسطے

وہ بنا تالاب جو حق میں ہر اک ذی روح کے — آبِ حیوان ہے حیاتِ جاوداں کے واسطے

مایۂ صد ناز ہے تالاب یوں بہرِ زمین — چشمۂ خورشید جیسے آسمان کے واسطے

مصرعِ تاریخ ہے شاملِ دعا پر اے جلیل!

بحرِ رحمت ہو یہی سارے جہان کے واسطے

سنہ ۱۳۳۰ھ

سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۹۲۲ عیسوی

(قطعۂ تہنیت جشنِ سالگرہ مبارک)

گرہ کا جشن بھی ہے، موسمِ بہار بھی ہے
صدائے چنگ بھی ہے، نغمۂ ہزار بھی ہے
شگفتہ دِل ہیں جو غنچے تو گُل تبسّم ریز
خوشی کا رنگ نہاں بھی ہے۔ آشکار بھی ہے
شمیمِ گُل کا جو سرمایہ ہاتھ آیا ہے
نسیمِ عطر فشاں بھی ہے۔ مشکبار بھی ہے
مئے نشاط کا اِس دَورِ کامرانی میں
نیا اثر ہے کہ ہر مَست ہوشیار بھی ہے
بچا نہیں کوئی "تاثیرِ موسمِ گُل سے
جو دن کو شیخ ہے وہ شب کو بادہ خوار بھی ہے
اگرچہ زُہد پہ زاہد کو ناز ہے۔ لیکن
رہینِ منّتِ صَہبائے خوشگوار بھی ہے

زہے شکوہ۔ زہے بارگاہِ سلطانی

ادب بھی حاضرِ دربار ہے۔ وقار بھی ہے

یہ اُس کی سالگرہ کی ہے جلوہ آرائی

جو آج تخت نشین بھی ہے۔ تاجدار بھی ہے

حشم مین۔ جاہ مین۔ دانش مین۔ علم و حکمت مین

فریدِ عصر بھی ہے۔ فخرِ روزگار بھی ہے

حضور آصفِ سابع شہِ دکن جن پر

نبیؐ کی مہر بھی ہے۔ فضلِ کردگار بھی ہے

بھلے بُرے پہ ہے یکسان نظر عنایت کی

وہ جانتے ہین کہ پہلوئے گُل مین خار بھی ہے

ڈرے ہوئے ہین سیاست سے اہلِ شر ایسے

کہ منھ چھپائے ہوئے سنگ مین شرار بھی ہے

ہُوا ہے شمع کے ہاتھون جو خونِ پروانہ

گھُلی بھی جاتی ہے وحشت سے اشکبار بھی ہے

نگاہِ قہر ہے وہ تیرِ بے خطا جس سے
شکستہ دِل بھی ہے دُشمن جگر فگار بھی ہے

دراز عمر ہو دَولت سوا ہو اُسکی جلیلؔ
جو سب کا شاہ بھی ہے سبکا غمگُسار بھی ہے

سنہ ۱۳۴۲ہجری مطابق سنہ ۱۹۲۴عیسوی

قطعۂ تہنیتِ جشنِ سالگرہ مُبارک

مُژدۂ سالگرہ بادِ صبا دیتی ہے
گلِ عشرت چمنِ دل مین کھلا دیتی ہے

یہ سعادت ہے اِسی سالگرہ کا حصّہ
ہر گرہ سِلسلۂ عُمر بڑھا دیتی ہے

یہ کرامت بھی اِسی سالگرہ مین دیکھی
نقشِ غم صفحۂ ہستی سے مٹا دیتی ہے

شانِ دربار بھی رکھتی ہے کمالِ بہزاد
دیکھنے والون کو تصویر بنا دیتی ہے

رقص کرتے ہوے کہتا ہے یہ جامِ صہبا
کیا مزہ قُلقُلِ مینا کی صدا دیتی ہے

اسکے موسم مین کچھ ایسا ہے اثر مستی کا
بُوے گل ہوش عنادل کے اُڑا دیتی ہے

چشمِ ساقی سے کسی جام کو نسبت کیا ہے
ایک ہی دَور مین محفل کو لُٹا دیتی ہے

۱۳-۳۹

بزمِ شاہی مین جلاتی ہی جو پروانون کو — شمع کو بادِ سحر آکے بُجھا دیتی ہے

ہے عجب رنگِ حکومت کہ دمِ سیرِ چمن — شاخِ گُل بھی سرِ تسلیم جُھکا دیتی ہے

نامِ آصف ہی مگر سطوتِ آصفجاہی — شوکتِ شانِ سلیمان کا پتا دیتی ہے

شاہ کی تیغِ روان مین ہین صبا کے انداز — جاگتا ہے کوئی فتنہ تو سُلا دیتی ہے

کسی گلشن کی ہی کیا اصل دکن کے آگے — کوچے کوچے کی ہوا، بُوئے وفا دیتی ہے

صاف دل کیون نہ رہین سب کہ سیاستِ شہ کی — خاک مین گردِ کدورت کو ملا دیتی ہے

اپنی دلسوز رعایا پہ شہِ والا کو — ہے وہ شفقت کہ محبّت کا مزا دیتی ہے

بخششِ عام نے وہ کام کیا ہے کہ جلیل
ساری دُنیا شہِ عثمان کو دُعا دیتی ہے

قطعۂ تہنیتِ عیدِ صیام

چمن مین جوشِ بہاران ہی رنگ لائے ہوئے — دکن مین جشنِ مسرت ہے گُل کھلائے ہوئے

سلامِ شہ کیلئے آج آسمان پہ جلیل — ہلالِ عید بھی نکلا ہے سر جھکائے ہوئے

دیگر

آئین ارباب نظر عیش کا سامان دیکھین
بادہ و ساقی و ابرو گل و ریحان دیکھین
دید کا شوق ہے آنکھون کو مگر حیران ہین
عید کا چاند کہ روئے شہ عثمان دیکھین

دیگر

ظہور جلوہ حسن و جمال عید ہے آج
نظر فروز رخ بیمثال عید ہے آج
کہو عدو سے کہ ہشیار گردن و سر
کف حضور مین تیغ ہلال عید ہے آج

دیگر

اشارہ آصف سابع کا پاکے عید آئی
عروس بخت کی صورت بناکے عید آئی
پئے نظارۂ دربار۔ اپنے چہرے سے
مہ صیام کا پردہ اُٹھاکے عید آئی

قطعۂ تہنیتِ عیدِ ضحیٰ

آصف کے دم سے رونقِ دربارِ عید ہے
بڑھکر ریاضِ خلد سے گلزارِ عید ہے
قربانیوں کا رنگ شگ کچھ پوچھیے کہ آج
خونِ حسود غازۂ رخسارِ عید ہے

دیگر

رحمتِ عام ہیں سرکار زمانے کیلئے
خلق در پر ہے پڑی عیش اُٹھانے کیلئے
آدمی کیا خُم و مینا و مے و چنگ و رباب
جمع ہیں بزم میں سب عید منانے کیلئے

دیگر

بخت نازاں ہے فدائے شہِ ذیشان ہوکر
فخر کرتا ہے فلک تابعِ فرمان ہوکر
سات حرفوں سے بنی اِس لئے عیدِ ضحیٰ
کہ رہے آصفِ سابع پہ یہ قربان ہوکر

دیگر

جشنِ شاہی مین عجب انجمن آرائی ہے آئینہ دیدۂ حیرت سے تماشائی ہے
آرزو شاہدِ مقصد کیلئے ہے بیچین دونون ملجائین گلے اسلئے عید آئی ہے

دیگر

ہے عید کی محفل۔ کہ مرقّع ہے چمن کا جلوہ نظر آتا ہے گل و سرو و سمن کا
حجّاج چلے سوئے حرم۔ ہمنے بھی باندھا اِحرام حریم درِ سلطانِ دکن کا

سنہ ۱۳۴۳ ہجری مطابق سنہ ۱۹۲۵ عیسوی

قطعۂ تہنیتِ جشنِ سالگرہ مبارک

شہ کی ہے سالگرہ کیسی مسرت آگین جوشِ عشرت ہی کہین بارشِ رحمت ہے کہین
خلق دیتی ہی جو آصف کو دعا عمر دراز خضرؑ و الیاسؑ یہ کہتے ہین کہ آمین آمین

دیگر

بزمِ نشاط گرم ہے۔ دن ہین بہار کے　　پھولون کو مست کرتے ہین نغمے ہزار کے
مخصوص یہ صفت اسی جشنِ گرہ کی ہے　　اک اک گرہ پہ کھلتے ہین عقدے ہزار کے

دیگر

تھا یہ طفلی سے عیان اوج پہ طالع ہوگا　　بختِ اقبال فدا۔ چرخ بھی تابع ہوگا
سبع سیّارہ کی رفتار خبر دیتی تھی　　کہ جوان ہو کے یہی آصفِ سابع ہوگا

دیگر

کیا جشن پُر بہار ہے عشرت طراز ہے　　مسدود بابِ غم ہے۔ درِ عیش باز ہے
آصف مین تین حرف ہین سابع مین چار حرف　　یہ اتفاق سات کا قدرت کا راز ہے

دیگر

پہن کے آئی ہے پھولوں کا ہار سالگرہ
بنی ہوئی ہے عروسِ بہار سالگرہ
یہ سلسلہ کبھی ٹوٹے نہ دورِ عالم میں
پڑے گرہ پہ الٰہی ہزار سال گرہ

قطعۂ تاریخ تقریب کو

مہرِ رخشان کی ہے یہ سالگرہ
ظلِّ سبحان کی ہے یہ سالگرہ
نذر دے اے جلیل مصرعِ سال
شاہِ عثمان کی ہے یہ سالگرہ
۱۳۴۳ھ

قطعۂ تہنیتِ عیدِ صیام

اُدھر فلک پہ مہِ عید جلوہ گر ہے آج
اِدھر جہان کی رخِ شاہ پر نظر ہے آج
نشاطِ روزِ ہمایوں ہے موجزن دل میں
سپاسِ رحمتِ باری زبان پر ہے آج
بہار کیا، وہ نے کیا، شرابِ ساقی کیا
ہزار رنگِ طرب قصّہ مختصر ہے آج

نیا ہے عالم ہستی کہ راز مستی سے — جو باخبر ہے وہی مست و بیخبر ہے آج
پھڑک پھڑک کے رگ گل چمن میں کہتی ہے — کہ صوت بلبل خوش لہجہ نیشتر ہے آج
نظارۂ چمنستان یہ رنگ لایا ہے — کہ گل لئے ہوئے دامن میں ہر نظر ہے آج
صبا پکارتی پھرتی ہے بادہ خواروں کو — مہ صیام گیا عید کی سحر ہے آج
یہ جشن عیش مبارک ہو شاہ عثماں کو — جو ذی حشم ہے. فلک فرق سا ہوا ہے آج
جہان پناہ وجہاندار. جسکے قدموں پر — نثار بخت ہے اقبال ہم ظفر ہے آج
یہی رموز سیاست کا ماہر کامل — یہی طریق حکومت کا راہبر ہے آج

دراز عمر ہو شہ کی وقار و جاہ بڑھے
دعا جلیل کی مقبول و پراثر ہے آج

قطعۂ تہنیت عید اضحیٰ

توہے اے شاہ جو شیدائے رسول عربی — حامی ملت بیضائے رسول عربی
تجھپہ ہونے کو فدا آئی ہے عید اضحیٰ — پاکے در پردہ یہ ایمائے رسول عربی

دیگر

عید کے واسطے ہے جشنِ مسرّت موزون　　جشن کے واسطے ہے قصرِ حکومت موزون
چشمِ بد دور۔ قدِ آصفِ سابع کے لئے　　ہفت اقلیم کی شاہی کا ہے خلعت موزون

دیگر

آمدِ عید شہا طرفہ مزا دیتی ہے　　بادۂ عیش سے محفل کو چھکا دیتی ہے
حج کا ہے روز ہے دَور مین اندازِ طواف　　جام کو قلقلِ مینا یہ صدا دیتی ہے

دیگر

جمی ہے عید کی محفل۔ کھلا ہے گلشن بھی　　گلِ مراد سے پُر جیب بھی ہے۔ دامن بھی
اس آرزو مین کہ ہون ذبح دستِ آصف سے　　شریک ہو گئے قربانیون مین دشمن بھی

دیگر

جو عید آئی تو بادہ بھی جام مین آیا ہمارے عشرت جاوید دام مین آیا
یہ شہ کے حق مین نشاطِ مدام کی ہے دلیل کہ عین عید کا عثمان کے نام مین آیا

نمائش اور باغ عام

قطعہ

نمائش ہے جو باغ عام مین ایمائے شاہی سے
دکھاتی ہے وہ جنت کا سمان فضلِ الٰہی سے
ترقی دیکھیے ہر چند سال ہے یہ لیکن،
ابھی سے اسکی شہرت ماہ تک پہونچی ہے ماہی سے

دیگر

حکم شہ سے گھر نمائش ہین بنا اللہ کا
نام چمکا اہل قبلہ مین دکن کے شاہ کا

کہتی ہے مسجد کہ لینا ہو اگر حج کا ثواب
دیکھ لو مجھکو۔ نمونہ ہون مین بیت اللہ کا

دیگر

زیب و زینت مین یگانہ حسن مین یکتا ہے یہ
سجدہ گاہ اہل دین ہے۔ خانۂ مولا ہے یہ

اک ہی تعمیر سلیمان اک ہی آصف کی بنا
مسجد اقصی جو وہ ہے مسجد اعلی ہے یہ

دیگر

دکانون مین سجاوٹ دیکھکر اشیاے نادر کی
نگاہین محو حیرت ہو کے رہجاتی ہین ناظر کی

کچھ اس ترتیب سے ہے روشنی کا سلسلہ قائم
گمان اسپر یہ ہوتا ہے کہ لڑیان ہین جواہر کی

دیگر

نمائش لطف کا مرکز ہے۔ دلچسپی کا مرجع ہے
نمائش ہے اور اہلِ ذوق کا ہر وقت مجمع ہے
کہو بہزاد و مانی سے کہ چشمِ غور سے دیکھیں
نمائش صنعت و ایجاد کا دلکش مرقّع ہے

دیگر

آج باغِ عام سے ہے اور ہی شانِ دکن
ہر کلی اس بوستان کی ہے گلستانِ دکن
پتّی پتّی پر لکھا ہے کلکِ قدرت سے جلیل
شاہِ عثمان آصفِ سابع سلیمانِ دکن

دیگر

ناز سے بادِ صبا آتی ہے باغِ عام میں
گُل سے بوئے جانفزا آتی ہے باغِ عام میں
غنچۂ خاطر شگفتہ ہو کے کہتا ہے جلیل
باغِ جنّت کی ہوا آتی ہے باغِ عام میں

دیگر

شمیم گل کی مستی نشۂ صہبا سے بڑھکر ہی — یہاں سرو و گل تر ساغر و مینا سے بڑھکر ہی
قدوم شاہ کی تاثیر باغ عام میں دیکھو — نسیم صبح کا جھونکا دم عیسیٰ سے بڑھکر ہی

دیگر

ہے گل پر کاکل سنبل سے بل کھائی ہوئی — برگ گل میں لعل لب کی ہی جھلک آئی ہوئی
وہ ہے باغ عام پر جوبن کہ انسان کیا بلبل — بنکے چشم شوق نرگس بھی تماشائی ہوئی

دیگر

کیا حسین ہی صورت گلفام باغ عام کی — آنکھ ہی اور شکل دل آرام باغ عام کی
صبح اس گلزار کی ۔ آئینہ رخسار ہو — شانۂ گیسوئے لیلیٰ شام باغ عام کی

دیگر

کہین برقِ تجلّی کا سماں عکسِ گُلِ تر سے — کہین لُطفِ چراغاں جلوۂ سرو و صنوبر سے
بجا ہے گر یہ باغِ عام کی تعریف مین کہیے — کوئی معشوق ہے آراستہ پھولون کے زیور سے

دیگر

یہی وہ باغ ہے جسکو پری پیکر بنایا ہے — گل و شبنم نے ملکر لعل و گوہر سے سجایا ہے
نگاہین دیکھکر سبزے کا تختہ لُوٹی جاتی ہین — کسی نے فرش گویا سبز مخمل کا بچھایا ہے

دیگر

نہالِ گل نئے ملبوس پے در پے بدلتے ہین — اِدھر گل کھلتے جاتے ہین اُدھر غنچے نکلتے ہین
جو باغِ عام مین سنتے ہین چرچا شہ کی آمد کا — تو کیا کیا جوش مین آ آ کے فوّارے اُچھلتے ہین

دیگر

نرگسِ شہلا مین عشوے چشم نے آشام کے — سُنبلِ پیچان مین گھونگھر زلفِ عنبر فام کے
بارک اللہ جسقدر پانی کے چشمے ہین یہان — سب ہین آئینے جمالِ روئے باغِ عام کے

دیگر

گلشن دیکھکر زاہد کو جنّت کا خیال آیا — ترانہ بلبلون کا سنتے ہی صوفی کو حال آیا
اِدھر ایما ہوا شہ کا۔ اُدھر اِس باغِ شاہی مین — فضا آئی۔ بہار آئی۔ شباب آیا۔ جمال آیا

دیگر

نمودِ لالہ قطارِ گل و سمن مین ہے — قمر نجوم مین ہے۔ شمع انجمن مین ہے
یہ وصفِ خاص فقط باغِ عام مین دیکھا — سدا بہار ہے جو پھول اِس چمن مین ہے

دیگر

جنت ہے یہ زمین چمن روزگار میں
یکساں یہاں ہے رنگ خزاں و بہار میں

اس سبزہ زار میں شجر سایہ دار سے
شام و سحر کا لطف ہے نصف النہار میں

دیگر

بہار ہے گل و ریحان سے گلستان ہے
ہر ایک نظارہ ہے یہ نہیں قصر ذیشان ہے

غرض ہے مخزن تفریح باغ عالم جہاں
فقط خزاں نہیں باقی تمام ساماں ہے

سنہ ۱۳۴۴ ہجری مطابق سنہ ۱۹۲۶ عیسوی

قطعہ تہنیت جشن سالگرہ مبارک

بہار سالگرہ ہے گلگشت کیسی
شمیم گلشن شاہی ہے جانفزا کیسی

چلی ہے آج کسی ابر کرم کی بہار
برس رہی ہے جہاں رحمت خدا کیسی

دیگر

دامنِ شمس سے ہے عالم کی خوشی وابستہ مقصدِ خاطر و امیدِ دلی وابستہ
اے خوشا جشنِ نشاط و طربِ سالگرہ اس گرہ سے ہے حیاتِ ابدی وابستہ

دیگر

شہ کو سکہ زنِ ملکِ ہمہ دانی دیکھا حکمت و دانش و تدبیر کا بانی دیکھا
ہفت افلاک کو مدت ہوئی گردش کرتے آجتک آصفِ سابع کا نہ ثانی دیکھا

دیگر

عثمان مین پانچ حرف ہین جو آشکار ہین نقطے ہین چار جو گہرِ شاہوار ہین
اس سے کھلا یہ راز کہ حامی حضور کے روزِ ازل سے پنجتن رض و چار یار رض ہین

(دیگر)

عیش کا رنگ جمانے کو گرہ پڑتی ہے　　گُلِ مقصود کھلانے کو گرہ پڑتی ہے
شاہ کی سالگرہ مین صفت ہے کہ جلیل　　رشتۂ عمر بڑھانے کو گرہ پڑتی ہے

(قطعۂ تہنیتِ عیدِ صیام)

نشاطِ عید بھی ہے۔ رنگ پر ہے گلشن بھی
زمانہ جام بکف بھی ہے۔ گُل بدامن بھی
ثنائے حق مین جو ہے گُلفشان لبِ غنچہ
تو نعتِ پاک مین رطب اللسان ہے سوسن بھی
یہی نہین کہ ہر اک نخل بارور ہے آج
ہُمائے بخت کا شاخون پہ ہے نشیمن بھی
چمک ہے برقِ تجلی کی لالہ و گُل مین
خدا کی شان چمن بھی ہے دشتِ ایمن بھی

ہوائے باغ جو بدلی تو بن گیا کیا
نوائے سازِ طرب۔ بلبلوں کا شیون بھی
یہ جشنِ عیش سزاوار شاہِ عثمان کو
جو بحرِ جود بھی ہیں۔ فیض کے ہیں معدن بھی
نکالے شہ نے وہ اندازِ حکمرانی کے
کہ اُس پہ دوست تو کیا لوٹتے ہیں دشمن بھی
نگاہِ لطف جو پیاسوں کو ابرِ رحمت ہے
وہی نگہ پئے اعدا ہے برقِ خرمن بھی
یہ بارِ منّتِ شہ ہے کہ سارے عالم کی
جھکی ہے آنکھ بھی۔ اُٹھتی نہیں ہے گردن بھی
دُعائے دولتِ شاہی میں رات دن مصروف
حرم میں شیخ بھی ہے۔ دَیر میں برہمن بھی
درِ حضور کو رکھے خدا سدا آباد
کہ ہے جلیل یہ ملجا بھی سب کا مامن بھی

قطعۂ تہنیت عید اضحیٰ

اے خوشا منزلت و شانِ رسولِ عربی عرش ہے پایۂ ایوانِ رسولِ عربی
خلق پر سایہ فگن دامنِ شاہِ عثمان شاہ پر سایۂ دامانِ رسولِ عربی

دیگر

عروسِ عید الٹ کر نقاب آئی ہے ادا سے جھومتی مستِ شباب آئی ہے
ظفر حضور کو۔ دشمن کو ہو شکست نصیب دعا یہ ہو کے ابھی مستجاب آئی ہے

دیگر

عیدِ اضحیٰ نے کیا عیش کا ساماں پیدا بزمِ عشرت نے کیا رنگِ گلستاں پیدا
ہو رہے ساز سے دربارِ شہِ عثماں میں شورِ عشرت سے عیاں نغمۂ عرفاں پیدا

(دیگر)

عید کی صبح عجب دلکش و نورانی ہے ہر طرف ابرِ کرم کی گہر افشانی ہے
گرد سہرے کے در شہ پہ ہو قربان جلیلؔ یہی حج ہے یہی کعبہ یہی قربانی ہے

(دیگر)

شاہِ والا پہ ہے اللہ کی رحمت کیسی عہدِ عالی میں ہے اسلام کی شوکت کیسی
منزلیں سات ہیں قرآن میں سایع آصف مصحفِ پاک کو عثمان سے ہے نسبت کیسی

(قطعہ ورود مسعود حضور پرنور بہ اورنگ آباد)

بیا کہ موکبِ شاہی بصد وقار رسید خزاں رمید ازیں گلشن و بہار رسید
حدیثِ سایۂ بالِ ہما مگو سے جلیلؔ کنوں کہ بر سرِ ما ظلِ کردگار رسید

دیگر

للہ الحمد کہ سلطان کی سواری آئی — شہر گلزار ہوا۔ بادِ بہاری آئی
کشتِ اُمیدِ جہان کیون نہو شاداب جلیل — بن کے گھنگھور گھٹا رحمتِ باری آئی

دیگر

بارک اللہ جلوہ فرما گشت سلطانِ دکن — صد ہزاران جانِ ما قربانِ این جانِ دکن
نقش می بینیم سرِ لوحِ دل خوش مصرعہ — شاہِ عثمان آصفِ سابع سلیمانِ دکن

دیگر

بڑھ کے آنکھون سے قدم بوسۂ عثمان آئے — دردمندون کے مسیحا پئے درمان آئے
کیون دوگونہ ہو مسرت نہ ہوا خواہون کو — عید اُدھر آئی۔ اِدھر خسروِ ذیشان آئے

دیگر

مرحبا اے خسروِ ما۔ حبذا اے شاہِ ما تا ابد پایندہ باشی آصفِ جمجاہِ ما
ہمچنین اے ظلِّ حق نقش کفِ پائے تو باد کعبۂ ما سجدہ گاہِ ما و خضرِ راہِ ما

دیگر

صد وسی سال سلامت رہین شاہِ عثمان مایۂ نازِ حکومت رہین شاہِ عثمان
جان نثارون کی دعا ہی کہ الٰہی یون ہی حکمران تا بہ قیامت رہین شاہِ عثمان

دیگر

مرحبا اے تاجدارِ جم حشم خوش آمدی مرحبا اے خسروِ انجم خدم خوش آمدی
تشنہ کامان را لقائے تو بود آبِ حیات اے محیطِ جود اے ابرِ کرم خوش آمدی

دیگر

فروغِ دیدۂ اہلِ نظر شہِ عثمان | بلند پایہ و والاگہر شہِ عثمان
بعدل و جود و فراستِ سرآمدِ عالم | کسے نہ گشت ز شاہان مگر شہِ عثمان

دیگر

تشنگان را آبِ حیوان شربتِ دیدارِ تو | ایکہ صد خضر و مسیحا از ازل بیمارِ تو
زر بکف آید برائے نذرِ شاہا ہر کسے | دل بکف من نیز گشتم حاضرِ دربارِ تو

دیگر

قدومِ شاہِ والا سے نہ کیون دل مین سرور آئے
طلوعِ ماہِ تابان سے نہ کیون آنکھون مین نور آئے
اچھلتے ہین جو باہم دل جگر جوشِ مسرت سے
صدا کانون مین آتی ہے حضور آئے حضور آئے

دیگر

اے فدائے تو جہان فخرِ جہان خوش آمدی
اے نثارِ تو دل وجان ہمچو جان خوش آمدی
از قدومت مُلک شد سبز اے شاہِ دکن
باغِ عالم را بہارِ بے خزان خوش آمدی

دیگر

شہِ عثمان کے حامی دین و دُنیا مین پیمبرؐ ہون
معین صدیقؓ ہون۔ فاروقؓ ہون۔ عثمانؓ ہون حیدرؓ ہون
الٰہی یہ دُعا مقبول ہو ہم جان نثارون کی
کہ آصفجاہِ سابع بادشاہِ ہفت کشور ہون

دیگر

مچی ہے دھوم یہ ہر سو کہ سلطان کے قدم آئے
بصد شان و شکوہ آئے بصد جاہ و حشم آئے
اِدھر سے نذر دینے کو بڑھے سب شہر کے شیدائی
اُدھر سے قیصر و اسکندر و دارا و جم آئے

دیگر

نظام الملک آصفجاہ سابع ظلِ سبحانی
سریر آرائے دولت نیرِ برجِ جہانبانی
عجب انداز سے رونق فروزِ بزمِ شاہی ہین
قبائے نور در بر زیبِ سر تاجِ سلیمانی

دیگر

جلوہ فرما آج ہین ظلِ خدا دربار مین آ رہی ہے باغِ جنّت کی ہوا دربار مین
بارشِ عشرت نہو کیونکر کہ ہے چھائی ہوئی شامیانہ بنکے رحمت کی گھٹا دربار مین

دیگر

نسیمِ صبح یہ گھر گھر پکار آئی ہے قدومِ شاہ سے فصلِ بہار آئی ہے
اِدھر سے آئی ہے مخلوق بہرِ نظّارہ اُدھر سے رحمتِ پروردگار آئی ہے

دیگر

قدم آئے ہین سلطان کے سلامی کا تسلسل ہے
ہواخواہون کی صف ہے یا قطارِ لالہ و گُل ہے
خوشی کا رنگ ہے چھایا ہوا سارے گلستان پر
تبسّم ریز ہین غنچے ۔ ترنّم ریز بلبل ہے

دیگر

تنِ اقدس پہ کیا موزون قبائے خسروانی ہے
جبین سے نور افشان کوکبِ صاحبقرانی ہے
قدم اس سرزمین پر شاہِ عثمان کے جو آئے ہین
زمین کہتی ہے میرے ہاتھ اوجِ آسمانی ہے

دیگر

خوشا سلطانِ ذیشان جنکا ہمسر ہے نہ ثانی ہے
جلو مین شان و شوکت سر پہ چترِ کامرانی ہے
تجلی کچھ نہ پوچھو آج دربارِ معلّٰی کی
ہر اک فانوس مین روشن چراغِ زندگانی ہے

دیگر

جھکاؤ سر پئے تسلیم سلطانِ دکن آئے
جنھین کہتے ہین آصف وہ سلیمانِ دکن آئے

حیاتِ تازہ بخشی آج حق نے جان نثارون کو
اِدھر جسمون مین جان آئی۔ اُدھر جانِ دکن آئے

دیگر

قدوم شہ سے زمین رشکِ لالہ زار ہے آج
گلِ نشاط سے پُر دامنِ بہار ہے آج

عروجِ بخت مبارک ہو جان نثارون کو
سرون پہ سایہ فگن ظلِّ کردگار ہے آج

دیگر

زہے قسمت۔ زہے دولت شہِ عالی مقام آئے
فلاطونِ زمان آئے حضور آئے نظام آئے

وہ بزمِ عیش اس موقع پہ ہو آراستہ جس سے
اِدھر مستون کو وجد آئے۔ اُدھر گردش مین جام آئے

دیگر

جم بہ بزمِ عیش تو شاہا ز کف ساغر نہد — طالعِ اسکندری پیشِ تو اسکندر نہد
سرکشان بر پائے تو سر می نہند از خوفِ جان — آسمان در دستِ تو تیغِ ظفر پیکر نہد

دیگر

زہے لطف و کرم اس شان سے شاہِ دکن آئے — نسیمِ روح پرور جس طرح سوئے چمن آئے
زمین تا نہ فلک تابع ہیں شہ اسلئے شہ کو — لئے سائے میں اپنے چاریار رضؓ و پنجتن آئے

دیگر

ای جہان را مرکزِ امید ہا خوش آمدی — ذرہ ہا از نورِ تو خورشید ہا خوش آمدی
زیرِ پائے تو ہزاران جہان با سلطان ہا — فرشِ راہِ تو ہزاران دیدہ ہا خوش آمدی

دیگر

بحمد الله آن شاهنشهِ قدسی سیر آمد — که از فیضانِ او نخلِ تمنا را ثمر آمد
چو دیدم فالِ بهرِ انگلستانِ سرِ پنهانی — به قرآن آیهٔ «نصرٌ من الله» در نظر آمد

دیگر

مژده ای بلبل که ایامِ بهاران در رسید — خنده بر لب جام در کف گل به ایوان در رسید
این همه سامان از آن شد که از فضلِ اله — شاهِ عثمان با شکوه و شوکت و شان در رسید

دیگر

پادشاها خسروا شاهنشها خوش آمدی — حامیِ دین جانِ شاهِ مصطفی خوش آمدی
این عنایت هست وقتِ خیر مقدم از طفیل — ای ز مشکل‌کشا شاهِ مشکل‌کشا خوش آمدی

دیگر

رات دن ہین کرم وجود کے فرمان جاری
چشمۂ فیض ہے۔ یا چشمۂ حیوان جاری
ایک عالم ہی نہین زیرِ نگینِ شاہی
کشورِ دل مین بھی ہے سکّۂ عثمان جاری

دیگر

شاہ ایسا جو دیا حق نے ہے احسان اُس کا
شکر کس منھ سے ادا کرسکے انسان اُس کا
اپنی رحمت کو جو پردے مین اُسے رکھنا تھا
رکھ دیا نام جہان مین شہِ عثمان اُس کا

دیگر

بارک اللہ کیا منور آصفی دربار ہے
نور کے در۔ نور کی چھت۔ نور کی دیوار ہے
جلوہ افگن ہے جو اقلیم دکن کا آفتاب
ذرہ ذرہ ضو فشان ہر مطلع انوار ہے

دیگر

یہی سلطان یہی خاقان یہی شایان حکومت کے
یہی سرمایۂ نازش ہین تخت و تاج دولت کے
انھین کا نام نامی شاہ عثمان علی خان ہے
انھین کے سر پہ اُڑتے ہین پھریرے فتح و نصرت کے

۱۳۴۵ھ ہجری مطابق ۱۹۲۷ء عیسوی

قطعۂ تہنیت جشنِ سالگرہ مبارک

گرہ کے جشن نے پھر رنگِ بوستان بدلا،
گلوں نے جامہ۔ عنادل نے آشیان بدلا
نشاۃ میں ایسی حیات ہے۔ جس سے
خضرؑ نے سلسلۂ عمرِ جاودان بدلا

دیگر

عروسِ سالگرہ کیسی جلوہ ریز ہے آج
نسیمِ صبحِ طرب کیسی مشک بیز ہے آج
ترانۂ ساز کا کیا ذکر بزمِ شاہی میں
یہاں جو تارِ نفس ہے وہ نغمہ خیز ہے آج

دیگر

جشنِ نشاط کا ہے اثر خاص و عام مین — زاہد بھی آج غرق ہے شُربِ مُدام مین
قدسی خصال شاہ کی وہ بزم ہے جہان — خُمخانۂ الست کی ڈھلتی ہے جام مین

دیگر

دن آج وہ ہے جسپہ سعادت کو ناز ہے — جشن آج وہ ہے جسپہ مسرت کو ناز ہے
معراجِ مصطفٰے پہ ہے ماہِ رجب کو ناز — ماہِ رجب پہ شہ کی ولادت کو ناز ہے

دیگر

گرچہ گزرے ہین بہت خسرو و قیصر پہلے — یون ہُوا کوئی نہ طالع کا سکندر پہلے
مدح کرنا ہے اگر آصفِ سابع کی جلیل — ہفت قلزم مین زبان دھوئیے جا کر پہلے

قطعۂ تہنیت عید صیام

تو ہے ای شاہ ثنا خوانِ رسولِ عربی　　عندلیبِ چمنستانِ رسولِ عربی
حب رگ و پے مین ترے جوشِ طلب سینے مین　　ہاتھ مین گوشۂ دامانِ رسولِ عربی

دیگر

نظر جو شاہ کا دربارِ درفشان آیا　　ہُوا یہ حال کہ حجرّ مین آسمان آیا
یہ ہے بشارتِ غیبی کہ تہنیت کو جلیل　　ہلالِ عید لئے فتح کا نشان آیا

دیگر

یہ بزمِ عیش و طرب خُلد کا جواب ہے آج　　کہ سلسبیل ہے جو موجۂ شراب ہے آج
کہو فلک سے کہ دیکھے یہ رنگِ مینوشی　　ہلالِ عید کے ساغر مین آفتاب ہے آج

دیگر

ہم نے اِس بزم کو آئینۂ عرفان دیکھا جلوۂ ملّت بیضا سے درخشان دیکھا
تھی جو سی پارۂ قرآن کی تلاوت منظور تیس دن صوم مین رہکر رخِ عثمان دیکھا

دیگر

جلوۂ شاہ سے روشن ہی نظر آنکھون مین طلعتِ ماہ سے ہی نورِ بصر آنکھون مین
سات پردے ہین جو آنکھون مین اشارہ یہ ہی کہ شہِ آصفِ سابع کا ہی گھر آنکھون مین

قطعۂ تہنیتِ عیدِ ضحیٰ

شہا جریدۂ اسکندری بنامِ تو باد جہان بکامِ تو بادو فلک غلامِ تو باد
بہ بزمِ عید چہ گویم دعا ازین خوشتر مُدام بادۂ حُبِّ نبیؐ بجامِ تو باد

(دیگر)

شہ کے دربار کی قدسی بھی ثنا کرتے ہین   جس سے خورشید و قمر کسبِ ضیا کرتے ہین
عیدِ اضحیٰ کا ہے دن نیّتِ حج کر کے جلیل   آج ہم طوفِ درِ ظلِّ خدا کرتے ہین

(دیگر)

فرد ہین آصفِ سابع کرم و احسان مین   گُل کھلا کوئی نہ ایسا چمنِ امکان مین
سات نقطے جو درخشان ہین گمان ہوتا ہے   سبع سیّارہ ہین دامانِ شہِ عثمان مین

(دیگر)

قوّتِ دینِ متین شہ کی حمایت سے ہوئی   شہرتِ علم و ہُنر دانش و حکمت سے ہوئی
بزمِ عشرت مین جلایا ہے جو پروانون کو   شمع گردن زدنی حکمِ عدالت سے ہوئی

دیگر

چترِ اقبال ہے سرکار کے سر پہ قربان　　بختِ دولت قدم فیضِ اثر پر قربان
پوچھے لطف نہ چشمِ کرمِ شاہی کا　　لاکھ عیدین ہین یہان ایک نظر پر قربان

۱۳۴۶ ہجری مطابق ۱۹۲۸ عیسوی

قطعہ تہنیتِ سالگرہ مبارک

بہارِ گلشنِ شاہی ہے شہ کی سالگرہ　　نسیمِ لطفِ الٰہی ہے شہ کی سالگرہ
مسیحؑ و خضرؑ یہ کہتے ہین ہمزبان ہوکر　　حیاتِ نامتناہی ہے شہ کی سالگرہ

دیگر

عروسِ سالگرہ ہے فدائے شاہِ دکن　　زبانِ خلق ہے وقفِ دعائے شاہِ دکن
اسی گرہ سے پڑے بل عدو کی قسمت مین　　اسی گرہ سے کھلے عقدہائے شاہِ دکن

دیگر

عجب جشن عجب بارگاہِ عالی ہے ... کہ ہے سرور سے معمور غم سے خالی ہے
ظہورِ آصفِ سابع ہوا رجب میں جلیل ... خدا کی شان جو ہفتم مہِ ہلالی ہے

دیگر

خلق پر شہ کی نگاہِ کرمِ عام ہے آج ... بذلِ احسان سے جہان بندۂ بےدام ہے آج
یہی سلطان یہی سرکار یہی آصف ہیں ... جنکے ہاتھوں سے قوی بازوِ اسلام ہے آج

دیگر

سرکار آفتابِ سپہرِ کمال ہیں ... بحرِ کرم ہیں مظہرِ شانِ جمال ہیں
عثمان علی کے نام میں دو عین ہیں جلیل ... عشقِ خدا و عشقِ محمدؐ پہ دال ہیں

(قطعۂ تہنیت جشن عید صیام)

آسمان بر مہ خورشید درخشان نازد — بوستان بر سمن و سنبل و ریحان نازد
خلق نازد ہمہ بر عید سعید رمضان — عید بر جشن نشاط شہ عثمان نازد

(قطعۂ تہنیت جشن عید اضحیٰ)

عید اضحیٰ کہ بطوف در والا آمد — حسب ایمائے شہ یثرب و بطحا آمد
دیدن تست شہا حج و زیارت مارا — کہ دلت کعبہ و ہم گنبد خضرا آمد

سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق سنہ ۲۹-۱۹۲۸ عیسوی

قطعۂ تہنیت ورودِ مسعود از سفر دہلی

اے بنامت سکۂ اسکندری خوش آمدی
وے بکامت دورِ چرخِ چنبری خوش آمدی
از زبانِ حال گوید حیدرآبادِ دکن
شاہِ عثمان با نشانِ حیدری خوش آمدی

دیگر

حبذا اے صاحبِ تاج و نگین خوش آمدی
آصفِ سابع امیر المومنین خوش آمدی
بختِ تو بر اوج باد و تختِ تو پائندہ باد
بہرِ تو فضلِ خدا حصنِ حصین خوش آمدی

(دیگر)

دکن نازد کہ شاہِ نامدار اندر دکن آمد
چمن نازد کہ سلطانِ بہار اندر چمن آمد
نہ تنہا شاہ آمد۔ بلکہ از فیضِ قدومِ اُو
مسرّت در دل و راحت بجان و جان بہ تن آمد

(دیگر)

ایکہ ذاتت مامن و ملجائے ما خوش آمدی
شاہِ ما۔ سلطانِ ما۔ آقائے ما خوش آمدی
نصرتِ حق یارِ تو۔ لطفِ نبیؐ درکارِ تو
دین پناہ و حامیِ دنیائے ما خوش آمدی

دیگر

بحمد اللہ قدم آئے دکن مین شاہِ عثمان کے
ہر اک ذرّے مین جلوے آج ہین مہرِ درخشان کے
زمانہ کیون نہ ہو زیرِ نگینِ ظلِّ سُبحانی
یہ آصف ہین مگر اوصاف رکھتے ہین سلیمان کے

دیگر

شاہِ عثمان ـ فخرِ دوران ـ ظلِّ ربّ العالمین
حامیِ دین ـ ناصرِ ملت ـ امیر المومنین
قائم و دائم بماند بر سرِ ما بندگان
در پناہِ احمدِ مختار ـ ختم المرسلین

رونق افروزی بہ مکہ مسجد

لطف مسجد میں دوبالا ہے قدوم شاہ کا — آج بیت اللہ میں جلوہ ہے ظل اللہ کا
ہر مصلی کی دعا ہے روز افزون ہو جلیل — مرتبہ عثمان علیخان آصف جاہ کا

قطعۂ تاریخ

زہے شاہے زہے توقیر و جاہِ آصفِ ہفتم
سرِ گردون فدائے خاکِ پاے آصفِ ہفتم
قدومِ او شرف بخشید و گفتا ہاتفِ غیبی
کہ آمد فاتح و منصور شاہ آصف ہفتم
۱۳۲۹ھ

دیگر

للہ الحمد کہ سلطان زرہِ دور آمد — با مراد آمد و شاد آمد و مسرور آمد
بطلب یافتم این مصرعِ تاریخ جلیل — شاد عثمان بجہان فاتح و منصور آمد

دیگر

تاجہان باشد شہا پائندہ باش
مسندِ اقبال را زیبندہ باش

تابود دَورِ فلک چون آفتاب
بر سپہرِ سلطنت تابندہ باش

ہرچہ مقصودت بود موجود باد
ہرچہ مطلوبت بود یابندہ باش

شد چو عینِ مہملہ ساقط چہ عیب
تو بہ عینِ لطفِ خود بینندہ باش

کین بہ سقوط است تاریخِ جلیل
زندہ باش عثمان علیخان زندہ باش

سنہ ۱۹۲۰ء

قطعۂ تہنیتِ جشنِ سالگرہ مبارک

جلوہ مہِ عید کا ہے بشر کی نگاہ مین
خود ہین دکن مین۔ دل ہے اُسی بارگاہ مین
کیا خوفِ حادثات۔ کہ روزِ ازل سے ہین
عثمان علی پناہِ رسالت پناہ مین

دیگر

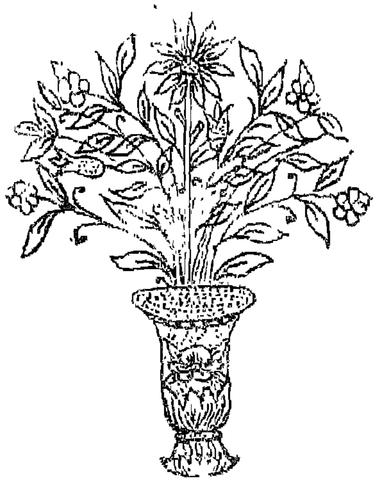
گرہ کا جشن ہے عشرت کی دھوم ہے ہر سو
نشاط و عیش و طرب کا ہجوم ہے ہر سو
دراز ہو شہ عثمان کی عمر جن کی عطا
دکن سے تا عرب و شام و روم ہے ہر سو

دیگر

نثار شہ جسے ہونا ہو وہ شتاب چلے
ادھر سے لعل ادھر سے دُرِ خوش آب چلے
یہ جشن عیش میں ہے حکم آصف جمجاہ
کہ شب کو جام چلے دن کو آفتاب چلے

دیگر

مرحبا آصفِ سابع ہے وہ سلطان اپنا　　دیکھئے جاہ و حشم جسکو سلیمانؑ اپنا
کیون نہ ہو روئے ظفر پیشِ نگاہِ سرکار　　پشت پر ہاتھ دھرے ہین شہِ مردانؑ اپنا



تمام شد بتاریخ ۱۵ رجب سنہ ۱۳۲۴ھ